Www.kashmirulyoum.com.pk

کشمیری عوام کی امنگوں کا ترجمان

راولپنڈی

کشمیرالیوم

ماہنامہ

(رجسٹرڈ)

جلد نمبر 20، شمارہ نمبر 10 مئی 2023ء شوال/ذوالقعدہ ۱۴۴۴ھ

مجلس مشاورت

متین فکری

عرفان صدیقی | حامد میر

سرور منیر راؤ | رُباب عائشہ | عاصم قدیر رانا

مدیرِ اعلیٰ : شیخ محمد امین

مدیر : فاروق احمد

نمائندگان

شمالی پنجاب : ارشد ایوب

آزاد جموں و کشمیر : غازی محمد اعظم

سرینگر : سید مزمل حسین سہروردی

جموں : وجے کمار رینا

لداخ : جعفر حسین علوی

لندن : انوار الحق

نیویارک : فائزہ نذیر

ڈیزائننگ : شیخ ابو حماد

کمپوزنگ :

منیجر فائنانس / سرکولیشن : شبیر یوسف

معاون سرکولیشن : طارق احمد

انچارج شعبہ اشتہارات : راجہ محمد شفیق

ویب انچارج : ڈاکٹر بلال احمد

اس شمارے میں

اداریہ	ہم ماضی نہیں بھول سکتے!!!	چیف ایڈیٹر کے قلم سے	3
انٹرویو	نجیب افسر معروف دانشور و سفارت کار	شیخ محمد امین	4
اظہار خیال	سید صلاح الدین کے مقید بیٹوں کی جائیدادیں ضبط	محمد شہباز بڈگامی	6
نظر و فکر	ہے فیضان خودی معاشرتی عظمت و کمال	شہزاد منیر	9
آئینہ	اسلامی نظام اور پاکستان	محمد احسان مہر	11
یکم مئی	یوم مزدور	میر افسر امان	13
نقش و خیال	اسلام اور سیکولرازم کا تصور حقوق	ڈاکٹر ساجد خاکوانی	15
اظہار خیال	پلوامہ سازش بے نقاب	عمر فاروق	18
تذکرہ شہدا	تحریک مزاحمت کا انمول سرمایہ	اعجاز نازکی	20
نظر و فکر	مسلمان اور باطل کی مزاحمت کی تاریخ	شاہنواز فاروقی	21
تذکرہ شہداء	غازی شہاب الدین شہیدؒ	خواجہ محمد شہباز وانی	24
فلسطین	کتنی بے بسی	عروج آزاد	26
داستان حجازی	راہ حق میں ہوئے میرے حادثے کی کہانی!!	وسیم حجازی	37
کشمیر کے شب و روز	معرکے۔۔۔	ہمایوں قیصر	30

ماہنامہ کشمیرالیوم میں شائع ہر کالم، کالم نگار کی ذاتی آراء پر مبنی ہوتا ہے،
جس سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں (چیف ایڈیٹر)

پبلشر : خواجہ محمد شہباز

مقامِ اشاعت : D-1005، سیٹلائیٹ ٹاؤن، راولپنڈی

مطبع : والضحیٰ پرنٹرز، قیصر پلازہ، صدر، راولپنڈی

Regd. No. 885

Mails. B/NPR-234

قیمت 40 روپے، سالانہ زرتعاون 400 روپے

خط و کتابت اور رابطہ کیلئے: دفتر ماہنامہ ''کشمیرالیوم'' NA/300-A نیو ملپور ڈبل روڈ راولپنڈی Kashmirulyoum2014@gmail.com, 051-4934369

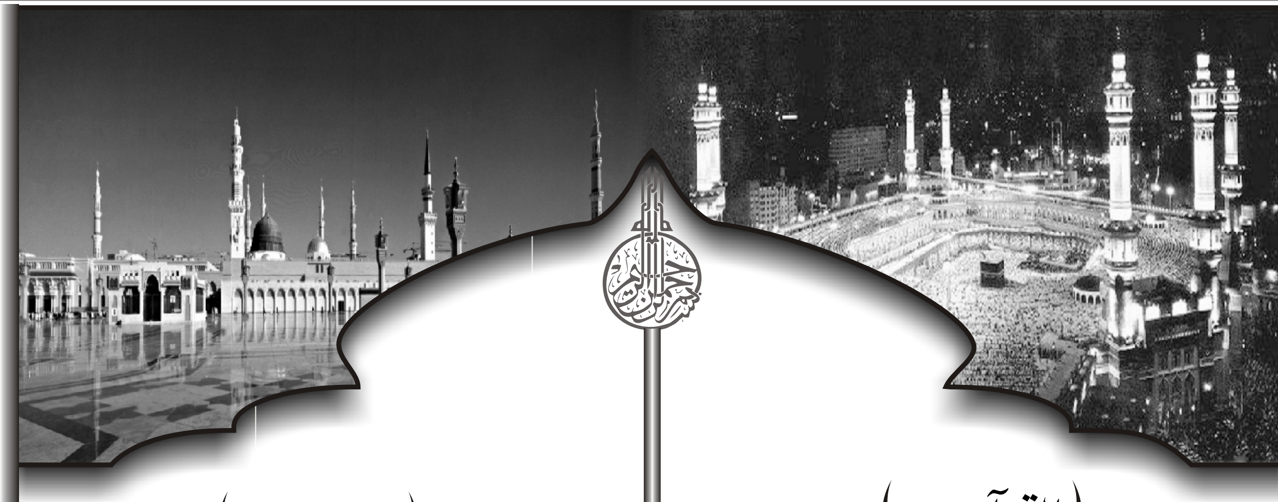

القرآن

ربّ ہی دراصل طاقتور اور بالا دست ہے!!

صالح نے کہا ’’اے برادرانِ قوم، تم نے کچھ اس بات پر بھی غور کیا کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک صاف شہادت رکھتا تھا، اور پھر اس نے اپنی رحمت سے بھی مجھ کونواز دیا تو اس کے بعد اللہ کی پکڑ سے مجھے کون بچائے گا اگر میں اس کی نافرمانی کروں؟ تم میرے کس کام آسکتے ہو سوائے اس کے کہ مجھے اَور زیادہ خسارے میں ڈال دو۔ اور اے میری قوم کے لوگو، دیکھو یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لیے ایک نشانی ہے۔ اِسے خدا کی زمین میں چَرنے کے لیے آزاد چھوڑ دو۔ اس سے ذرا تعرّض نہ کرنا ورنہ کچھ زیادہ دیر نہ گزرے گی کہ تم پر خدا کا عذاب آجائے گا‘‘۔ مگر انہوں نے اونٹنی کو مار ڈالا۔ اس پر صالح نے ان کو خبردار کر دیا کہ ’’بس اب تین دن اپنے گھروں میں اور رہ بس لو۔ یہ ایسی معیاد ہے جو جھوٹی نہ ثابت ہوگی‘‘۔ آخر کار جب ہمارے فیصلے کا وقت آگیا تو ہم نے اپنی رحمت سے صالح کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے بچالیا اور اس دن کی رسوائی سے ان کو محفوظ رکھا۔ بے شک تیرا ربّ ہی دراصل طاقتور اور بالا دست ہے۔ رہے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا تھا تو ایک سخت دھماکے نے ان کو دھرلیا اور وہ اپنی بستیوں میں اس طرح بے حِس وحرکت پڑے کے پڑے رہ گئے، کہ گویا وہ وہاں کبھی بسے ہی نہ تھے۔ سنو! ثمود نے اپنے رب سے کفر کیا۔ سنو! دور پھینک دیے گئے ثمود! اور دیکھو، ابراہیمؑ کے پاس ہمارے فرشتے خوشخبری لیے ہوئے پہنچے۔ کہا تم پر سلام ہو۔ ابراہیمؑ نے جواب دیا، تم پر بھی سلام ہو۔

سورہ ہود آیت نمبر 63 تا 69 تفہیم القرآن سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

الحدیث

اللہ کی رحمت اللہ کے غصے پر غالب!!

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’جب اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا کر چکا تو اپنی کتاب (لوح محفوظ) میں، جو اس کے پاس عرش پر موجود ہے، اس نے لکھا کہ میری رحمت میرے غصہ پر غالب ہے۔‘‘

صحیح بخاری

ایماندار شخص کی نشانی!!!

آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہ ہوگا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہ نہ چاہے جو اپنے نفس کے لیے چاہتا ہے۔

صحیح بخاری

اللہ کے نزدیک نیکی اور برائی کا اجر

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص جب اپنے اسلام کو عمدہ بنالے (یعنی نفاق اور ریا سے پاک کرلے) تو ہر نیک کام جو وہ کرتا ہے اس کے عوض دس سے لے کر سات سو گنا تک نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ہر برا کام جو کرتا ہے تو وہ اتنا ہی لکھا جاتا ہے (جتنا کہ اس نے کیا ہے)

صحیح بخاری

اپنے صدقے سے رجوع نہ کرو!!

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اپنے صدقے سے رجوع نہ کرو۔‘‘ یعنی کسی کو صدقہ دے کر واپس نہ لو۔

صحیح بخاری

ہم ماضی نہیں بھول سکتے!!!

معروف اور معتبر نیوز ایجنسی کشمیر میڈیا سروس www.kmsnews.org کی رپورٹ نیچے دیکھ کر کوئی بھی ذی حس اور ذی شعور شخص یہ تصور بھی نہیں کر سکتا، کہ دنیا کے کسی خطے میں ایک قابض ملک کی طرف سے آزادی مانگنے کی پاداش میں معصوم لوگوں پر جو ظلم و جبر پچھلے 75 برس سے بالعموم اور 34 برسوں سے مسلسل ڈھایا جا رہا ہے اس کو ماضی سمجھ کے بھلایا بھی جا سکتا ہے۔لیکن پچھلے دنوں دو معروف پاکستانی صحافیوں نے ایک ٹی وی پروگرام میں جو انکشافات کئے، اس سے مجبور و محکوم لیکن حریت پسند کشمیری قوم نہ صرف حیران ہوئی بلکہ ان کے جذبات کو بے انتہا ٹھیس پہنچی۔معروف صحافیوں کے ان انکشافات کے تقریباً تین دن بعد آئی ایس پی آر کی طرف سے وضاحت آئی کہ مذکورہ صحافیوں نے سیاق و سباق سے ہٹ کر ایک سابق سپہ سالار کی گفتگو کو پیش کیا ہے۔نہ صرف آئی ایس پی آر کے ترجمان بلکہ پاکستانی افواج کے موجودہ سپہ سالار نے بھی قابض ملک کے ارباب اختیار اور ان کی افواج کو للکارتے ہوئے کہا کہ "جموں و کشمیر ایک متنازعہ خطہ ہے۔کشمیری عوام کی رائے کا احترام کئے بغیر اس خطے میں امن نہیں آ سکتا۔تحریک آزادی کشمیر کی سیاسی، سفارتی اور اخلاقی حمایت جاری رہے گی"۔تصدیق یا تردید کے چکر میں پڑے بغیر کشمیری عوام چاہے وہ دنیا کے کسی بھی کونے میں موجود ہیں دونوں ممالک (بھارت، پاکستان) اور عالمی برادری پر یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہم اپنا ماضی بھول نہیں سکتے۔ہم اپنے حال اور مستقبل کے حوالے سے واقعی سخت آزمائشوں میں گھرے ہوئے ہیں لیکن دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ بہت ہی کمزور لیکن مضبوط اور استقامت کے ساتھ مقابلہ کرنے والوں نے وقت کے فرعونوں اور نمرودوں کی کمر توڑ کے رکھ دی۔یزید، شمر، میر جعفر اور میر صادق عبرت کا نشان بن گئے اور امام حسینؑ، سید احمد شہید بریلویؒ، ٹیپوؒ اور اس کی نسل اس وقت بھی دلوں پر راج کر رہی ہے۔پاکستانی افواج کے موجودہ سپہ سالار کا بیان قابل تعریف اور بروقت ہے۔پاکستان مسئلہ کشمیر کا ایک اہم فریق ہے۔پاکستانی ارباب اختیار کو چاہئے کہ جب بھی کشمیر کے حوالے سے کوئی اقدام اٹھانا ہو، پالیسی مرتب کرنی ہو، بیانات دینے ہوں تو نیچے دیئے گئے جدول کو سامنے رکھ کر ہر قدم احتیاط سے اٹھانے کی کوشش کی جائے۔واضح رہے کہ اس خطے میں جب تک نہ کشمیری عوام کی رائے کے عین مطابق، مسئلہ کشمیر کا حل نکالا جائیگا، تب تک امن و ترقی کے سہانے خواب دیکھنا، احمقوں کی جنت میں رہنے کے مترادف ہے۔

یکم جنوری 1989 ---- مارچ 2023	
کل شہادتیں:	96,183
زیرحراست شہادتیں:	7,292
معصوم شہری گرفتار:	165,680
تعمیرات خاکستر:	110,498
عورتیں جو بیوہ ہوئیں	22,959
بچے جو یتیم ہوئے:	1,07,901
خواتین جن کی اجتماعی بے حرمتی کی گئی:	11,256
5 اگست 2019---31 مارچ 2023	
کل شہادتیں:	750
زیادتیوں اور فائرنگ کے واقعات میں زخمی:	2,354
معصوم شہری گرفتار:	18,811
تعمیرات خاکستر:	1,104
عورتیں جو بیوہ ہوئیں:	51

اقوام متحدہ لیگ آف نیشن کی طرح ناکام ہو چکی ہے

بھارت کی پانچ اگست 2019 کی یکطرفہ کارروائی نے اُنکے اُس مبینہ نام نہاد الحاق ہند کے معاہدے کو خود بہ خود کالعدم کر دیا ہے

عالمی اداروں کی مجرمانہ خاموشی کے تناظر میں اگر ہمیں ہندوستان کی ہٹ دھرمی اور مقبوضہ خطے میں اُن کے مزموم عزائم کو جواب دینا ہے تو عسکریت کو فعال کرنے کے سوا کوئی اور چارہ نہیں

آزادی دی نہیں جاتی، چھین کر لی جاتی ہے

جناب نجیب افسر تحریک آزادی کشمیر کے سفارتی محاذ پر کافی عرصے سے جدوجہد میں مصروف ہیں۔ اس وقت جموں وکشمیر لبریشن کونسل کے چیف کوارڈینیٹر کی حیثیت سے آزادی پسند تنظیموں کو متحد کرنے اور انہیں بھارت کے کشمیر پر غیر قانونی قبضے کے خلاف مشترکہ جدوجہد کرانے اور کشمیر کے مسئلے کو کشمیریوں کی رائے کے عین مطابق حل کرانے میں عالمی برادری کو اپنا کردار ادا کرنے کی ترغیب دینے میں اپنا کردار بخوبی انجام دے رہے ہیں۔ نجیب افسر کا تعلق نگیال چکسواری ڈسٹرک میرپور آزاد جموں وکشمیر سے ہے۔ ستر کی دہائی میں ان کا خاندان برطانیہ منتقل ہوا۔ انہوں نے وہیں اپنی تعلیم بھی مکمل کی۔ 1990ء میں جب کشمیری قوم بھارتی غیر قانونی اور ناجائز قبضے کے خلاف نہ صرف سیاسی بلکہ عسکری سطح پر بھی بر سرپیکار ہوئی تو انہوں نے ایک کشمیری کی حیثیت سے مسئلہ کشمیر کو کشمیری عوام کے نقطہ نگاہ سے دنیا کی سامنے اجاگر کرنے کا فریضہ ادا کرنے کی ٹھان لی۔ الحمدللہ نجیب افسر صاحب اس فریضے کو انجام دینے میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ پچھلے ماہ پاکستان آئے تھے۔ کافی مصروفیت کے باوجود کشمیرالیوم کے دفتر تشریف لائے۔ مختصر دورانیہ کے ملاقات کے دوران ان کے ساتھ کشمیر کے حوالے سے مختصر لیکن بہت ہی اہم اور غور طلب گفتگو ہوئی۔ من وعن قارئین کی نذر ہے (شیخ محمد امین)

س: اگرچہ ہندوستان کے بے تحاشا طاقت کے استعمال اور بھاری فوجی جماؤ نے کشمیر کی عسکری جدوجہد کو کمزور کر دیا۔ لیکن سیاسی اور سفارتی محاذ بھی کمزور کیوں ہوا؟

ہمارے سیاسی اور سفارتی محاذ کو ایک منظّم طریقے سے کمزور کیا گیا جس میں آزاد خطے کی لیڈرشپ کو ایک خاص رنگ میں ڈال کر اُنکی سیاسی حیثیت کو ختم کرنا نمایاں ہے۔ بعدازاں یہ لیڈرشپ کشمیر کے مسئلے کو کشمیریوں کی امنگوں کے مطابق اجاگر کرنے میں ناکام رہے۔ ان سیاسی لیڈروں کو بیرون ممالک

بھیج کر اُن سے مختلف کام کروائے گئے جو کہ ہماری تحریک کے حق میں بالکل نہیں تھے۔ ان سے بیرون ممالک موجود کشمیری تارکین وطن میں پھوٹ پڑی اور وہ اپنے اصل ہدف سے ہٹ کر، انتشار وافتراق کا شکار ہو گئے۔

س: کشمیر کے حوالے سے جو جذبہ کشمیری کمیونٹی میں 5 اگست 2019 کے بعد موجود تھا، وہ اب کچھ سرد پڑ گیا ہے۔ کیا کوئی خاص وجہ ہے؟

۵ اگست کے بعد ہمارا ڈائسپورا ایک منظّم طریقے سے کام کرنے لگا جسکے اثرات بھی واضح ہونے لگے تھے۔ پھر اچانک آزاد کشمیر کی حکمران اور اپوزیشن قیادت کے دورے شروع ہو گئے۔ انہوں نے ان سرگرمیوں کو ہائی جیک کرنے کی کوشش کی جو بالآخر تارکین وطن کی تقسیم کا سبب بنی۔ یہاں کشمیر کے جھنڈے تلے ہم سارے جمع ہو گئے تھے۔ ان کے آنے کے بعد کشمیری کم اور پارٹی رنگ زیادہ نمایاں ہو گیا۔ یہ سب ایک منظّم سازش کے تحت کیا گیا اور یہ سازش کامیاب بھی ہوئی۔

س: 5 پانچ اگست کے بعد مسلم اکثریتی مقبوضہ جموں وکشمیر کو ایک ہندو اکثریتی علاقہ بنانے کی مذموم کوشش کی جا رہی ہے۔ اس خوفناک صورت حال سے کیسے نپٹا جا سکتا ہے؟

عالمی اداروں کی مجرمانہ خاموشی کے تناظر میں اگر ہمیں ہندوستان کی ہٹ دھرمی اور مقبوضہ خطے میں اُنکے مذموم عزائم کو جواب دینا ہے تو عسکریت کو فعال کرنے کے سوا کوئی اور چارہ نہیں۔ اسکے علاوہ حکومت آزاد جموں وکشمیر کو مقبوضہ وادی پر اپنی حکومت کا اعلان کرنا ہے کیونکہ بھارت کی پانچ اگست 2019 کی یکطرفہ کارروائی نے اُنکے اُس مبینہ نام نہاد الحاق ہند کے معاہدے کو خود بہ خود کالعدم کر دیا ہے۔ پانچ اگست کے بعد اس وقت کے وزیراعظم راجہ فاروق حیدر نے واشنگٹن میں اپنے ایک خطاب میں یہ اعلان کیا بھی تھا پر واپسی کے بعد انہوں نے کوئی عملی اقدام نہیں اٹھایا نہ ہی اسمبلی میں کوئی قرارداد پاس کی۔ مجھے نہیں پتہ کہ وہ خود ڈر گئے یہ یا اُنہیں خاموش کرایا گیا۔

س: پاکستان مسئلہ کشمیر کا ایک اہم اسٹیک ہولڈر ہے، کیا وہ اس تنازعہ میں اپنا کردار اس انداز میں نبھا رہا ہے، جیسا اس کو نبھانا چاہیئے تھا؟

مسئلہ کشمیر میں پاکستان ایک اہم اسٹیک ہولڈر ہے۔ پاکستان پچھلے پچھتر برسوں میں بہت کچھ کرنے کا اہل تھا پر بدقسمتی سے یہ ملک پیچھے رہ گیا۔ پاکستان آج بھی گلگت بلتستان اور آزاد کشمیر کو جوڑ کے ایک خود مختار حکومت کو مضبوط کر کے ایک کلیدی کردار ادا کر سکتا ہے۔ایسی آزاد حکومت دنیا کے ایوانوں میں خود کو تسلیم کروا سکتی ہے اور مسئلہ کشمیر کو ایک بہتر طریقے سے دنیا کے سامنے رکھ سکتی ہے۔ اس کے علاوہ دفاعی معاہدوں کے نتیجے اور سائے میں آزاد خطے کی ایک فوج کو تشکیل دیا جا سکتا ہے جو کہ ہندوستان کو ایک نہایت ہی مشکل صورتِ حال میں ڈال سکتا ہے

س: کشمیری کمیونٹی میں سیاسی تقسیم کو کیسے کم کیا جا سکتا ہے؟

ہمیں یہاں کی اپنی سیاسی جماعتوں پر فوکس کرنا ہوگا اور باہر کی سیاسی جماعتوں کا اثر رسوخ ختم کرنا ہوگا تبھی جا کے ہم کچھ ٹھوس کام کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں

س: تحریک آزادی کشمیر کے حوالے سے آپ آزاد کشمیر کے کردار کو کیسے دیکھتے ہیں؟ کیا اسے زیادہ موثر نہیں بنایا جا سکتا؟

اگر ہم پچھلے ریکارڈز چیک کریں گے تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ یہ بُرے طریقے سے ناکام ہوئے ہیں۔ہم کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتے جب تک نہ کہ غیر ریاستی سیاسی جماعتوں کا کنٹرول ختم ہوگا جن کا یہاں پالیسی میکنگ میں خاصا کردار ہوتا ہے۔اس سب کو ختم کیے بغیر ہم آگے نہیں بڑھ سکتے

س: بیرونی دنیا میں کام کرنے والی تنظیموں کے کام کو کیسے مربوط اور بہتر بنایا جا سکتا ہے؟

ہماری سرزمین پر آزادی کی جنگ لڑنے والے فریڈم فائٹروں، جماعتوں بشمول حریت پسندوں کا اتحاد ---- تارکین وطن کو ان سب کے خلاف دوبارہ متحد ہونے، سفارتی جدوجہد کی بہتر قیادت کرنے اور متحرک ٹیم بنانے کی ترغیب دے گا۔

س: انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر اقوام متحدہ کی خاموشی کا رویہ کیسے بدلا جا سکتا ہے؟

اقوام متحدہ اپنے منتظمین کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بن کر رہ گیا ہے۔دراصل اقوام متحدہ لیگ آف نیشن کی طرح ناکام ہو چکی ہے۔اقوام متحدہ کو امن کو درپیش تمام تر خطرات کے خلاف واضح موقف اپنا کر ردعمل دینا ہوگا بصورت دیگر اسکی خاموشی ہی بہتر ہے۔

س: کشمیرالیوم کے قارئین کو آپ کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

میں ان سے کہنا چاہوں گا کہ ہمیں اپنی جدوجہد کو ترک نہیں کرنا چاہیے جب تک مادر وطن میں ظالم ریاست کے جبرا مظالم اور فوجی مداخلت کے خلاف ایک نکاتی ایجنڈے پر اکٹھا نہیں ہو جاتے، فوجی انخلا کو یقینی نہیں بنا لیتے تب تک ہمیں مل کر کام کرنا ہوگا اس کے ساتھ ساتھ ہمیں صرف ریاست جموں وکشمیر کی سیاسی و حریت پسند جماعتوں کی حمایت کرنی چاہیے اور اپنی آواز کو پر اثر بنانے کے لیے ان میں شامل ہونا چاہیے۔ان شاءاللہ کشمیری تارکین وطن اپنے مادر وطن کو بیرونی تسلط سے آزاد کروانے، متحد ہونے اور فوجی انخلا کو یقینی بنا لینے میں اپنی سیاسی و سفارتی کوششوں کو جاری رکھیں گے۔ایک اصول کو ہمیشہ ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ ---آزادی دی نہیں جاتی، چھین کر لی جاتی ہے

☆☆☆

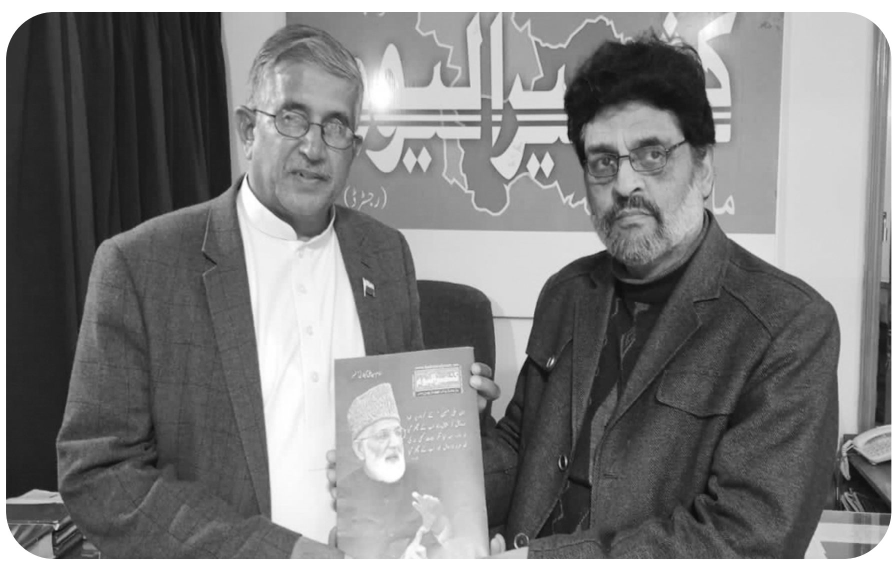

سید صلاح الدین احمد کے مقید بیٹوں کی جائیدادیں ضبط اور عالمی دری

بھارتی ایجنسی NIA نے جہاد کونسل کے چیئرمین سید صلاح الدین احمد کے دو بیٹوں سید احمد شکیل اور سید شاہد یوسف کی غیر منقولہ جائیداد ضبط کی

سید صلاح الدین احمد کے آبائی گھر کو کئی برس پہلے قابض فورسز نے دہا رودی دھماکہ کر کے تباہ کیا

جائیداد و املاک کی مسماری اور غیر قانونی ضبطی مقبوضہ جموں وکشمیر میں بھارت کی منظم آباد کار نو آبادیاتی مہم کا حصہ ہے

سید نے 33 برس قبل جس پر خار سفر کا آغاز کیا آج بھی اسی پر رواں دواں اور ثابت قدم ہیں

مقبوضہ جموں وکشمیر جہاں سانسوں پر بھی پہرے بٹھائے جا چکے ہیں آج بھی ان کے حق میں نعرے بلند ہوتے ہیں

سید شاہد یوسف کو 2017 میں تہاڑ جیل سے عدالت میں لاکر خون آلود کپڑوں کے ساتھ پیش کیا گیا۔ مقصد واضح تھا کہ جناب سید کے حوصلوں کو کمزور اور توڑا جائے

محمد شہباز بڈگامی

مقبوضہ جموں وکشمیر میں بھارت کی جانب سے کبھی ایک تو کبھی دوسرے بہانے کشمیری عوام کی جائیدادیں ضبط یا تباہ کرنا ایک نیا معمول بن گیا ہے۔ مودی کی ہندوتوا حکومت کشمیری عوام کی آزادی کے عزم کو توڑنے کے لیے ان کی جائیدادیں ضبط کر کے انہیں اپنی ہی سرزمین سے بے دخل کر رہی ہے۔ اس سلسلے میں بدنام زمانہ بھارتی ایجنسی NIA نے رام باغ سرینگر اور سوئیہ بگ بڈگام میں متحدہ جہاد کونسل کے چیئرمین سید صلاح الدین احمد کے دو بیٹوں سید احمد شکیل اور سید شاہد یوسف کا ایک مکان اور 2 کنال اراضی ضبط کی ہے۔ سید صلاح الدین احمد کے یہ دونوں لخت جگر دہلی کی بدنام زمانہ تہاڑ جیل میں مقید ہیں۔ انہیں 2017 اور 2018 میں غیر قانونی سرگرمیوں کی روک تھام کے کالے قانون UAPA کے گرفتار کیا گیا تھا۔ سید احمد شکیل صورہ انسٹیٹیوٹ میڈیکل سائنسز سرینگر میں بطور سینئر لیب ٹیکنیشن اور سید شاہد یوسف زرعی یونیورسٹی سرینگر میں اسسٹنٹ ایگریکلچرل آفیسر کے بطور کام کرتے تھے۔ سید صلاح الدین احمد کے چھوٹے فرزند سید معید یوسف کو بھی کچھ عرصہ قبل نوکری سے برخاست کیا گیا، وہ آئی ٹی شعبے میں بطور منیجر فرائض انجام دے رہے تھے۔ اس سے قبل سوئیہ بگ بڈگام میں نہ صرف سید صلاح الدین احمد کے آبائی گھر بلکہ ان کے بھائیوں کے مکانات کو بھی بارودی دھماکوں میں تباہ کیا جا چکا ہے۔ ان کے اہل خانہ کیلئے اپنی ہی زمین تنگ کی گئی مگر جناب سید صلاح الدین حالات کے تمام تر جبر اور مشکلات و مصائب کے باوجود استقامت کا پہاڑ بن کر کھڑے ہیں۔ ان کے قدم نہ پہلے ڈگمگائے اور نہ ہی اب ان میں لغزش پیدا ہو رہی ہے۔ ان کے عزم و حوصلے ہمالیہ سے زیادہ مضبوط اور سمندر سے گہرے ہیں۔ نہ جانے کتنے اپنے ساتھیوں کے جنازے اپنے ہاتھوں سے اٹھائے۔ اپنے قریبی رفقا کی جدائی

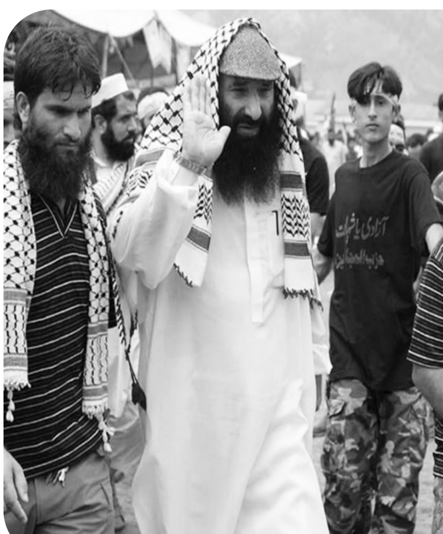

سہنا پڑی۔ جن کے ساتھ تحریک اسلامی میں ایک ساتھ سفر شروع کیا، وہ سارے ایک کے بعد ایک دشمن کے خلاف لڑتے ہوئے شہادتوں سے سرفراز ہوئے۔ یہ کوہ گران بن کر عدو کے مقابل کھڑا ہے۔ ان کی جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو کب کا ہاتھ اوپر کر چکا ہوتا مگر بظاہر گوشت و پوست کا حامل یہ شخص کسی اور دنیا کیلئے بنا ہے۔ ان کے ماتھے پر نہ بل آتے ہیں اور نہ ہی حزن و ملال۔ بس انہیں ایک ہی فکر دامن گیر ہے کہ کس طرح اہل کشمیر کی نیا کو پار لگایا جائے۔

قوم سے بھی ان سے امیدیں وابستہ ہیں کہ یہ شخص اپنا آج قوم کے کل پر قربان کر چکے ہیں۔ نہ بچوں کی فکر اور نہ ہی ان کیلئے کسی کے سامنے دست سوال دراز کیا۔ اگر کیا بھی ہے اور آج بھی کر رہے ہیں تو دوسروں کیلئے اور انہی کا مفاد مطمع نظر رکھا۔ ہزاروں شہداء کے وارث اور قوم کی ماوں، بہنوں اور بیٹیوں کی لٹی عصمتوں کے امین یہ شخص یتیموں کے سروں پر دست شفقت رکھتے اور ان کے مفاد کو عزیز تر گردانتے اور سمجھتے ہیں۔ 33 برس قبل جس پر خار سفر کا آغاز کیا آج بھی اسی پر

رواں دواں اور ثابت قدم ہیں۔ بے شمار حوادث کا سامنا کیا۔ غیر تو غیر اپنے بھی مزاحم بنے اور مشکلات کھڑی کیں مگر نہ جانے اللہ تعالیٰ نے انہیں کس قسم کا دل عطا کیا ہے کہ وہ خندہ پیشانی سے سب کچھ سہہ جاتے ہیں اور پھر نبوی سنت پر عمل پیرا ہوکر جوان سے کٹ جاتا ہے ان سے جڑ جاتے ہیں۔ یہی ان کا سب سے بڑا وصف ہے جس کا اعتراف کیے بغیر کوئی نہیں رہ سکتا۔

33 برس قبل جس پر خار سفر کا آغاز کیا آج بھی اسی پر رواں دواں اور ثابت قدم ہیں۔ بے شمار حوادث کا سامنا کیا۔ غیر تو غیر اپنے بھی مزاحم بنے اور مشکلات کھڑی کیں مگر نہ جانے اللہ تعالیٰ نے انہیں کس قسم کا دل عطا کیا ہے کہ وہ خندہ پیشانی سے سب کچھ سہہ جاتے ہیں اور پھر نبوی سنت پر عمل پیرا ہوکر جوان سے کٹ جاتا ہے ان سے جڑ جاتے ہیں۔ یہی ان کا سب سے بڑا وصف ہے جس کا اعتراف کیے بغیر کوئی نہیں رہ سکتا

مقبوضہ کشمیر کی سرینگر یونیورسٹی سے پولیٹیکل سائنس میں اعلیٰ نمبرات اور پوزیشن کے ساتھ پوسٹ گریجویشن حاصل کرنے کے بعد کیلئے ایک سے بڑھ کر ایک اعلی سرکاری نوکری ان کی دہلیز پر دستک دے رہی تھی مگر اپنے استاد اور مرشد مولانا سعدالدینؒ کے اس حکم کے آگے سرنگوں ہوئے کہ "اس میں کوئی شک نہیں کہ اعلی سرکاری عہدہ آپ کا انتظار کر رہا ہے البتہ جماعت اسلامی کے زیر انتظام فلاح عام سکول میں پڑھانا آپ

کیلئے دنیا و مافیہا سے زیادہ سود مند ثابت ہوگا"۔ جناب سعدالدینؒ کے احکامات پر لبیک کہا اور پھر ایک کے بعد ایک منازل طے کرتے گئے۔ وہ دلوں پر راج کرتے ہیں۔ ان کی تنظیم کئی مرتبہ بحرانوں سے بھی گزری مگر ہر بار اللہ تعالیٰ نے انہیں ان بحرانوں سے نکال کر سرخرو کیا۔

مقبوضہ جموں وکشمیر جہاں سانسوں پر بھی پہرے بٹھائے جا چکے ہیں آج بھی ان کے حق میں نعرے بلند ہوتے ہیں۔ سید صلاح الدین قدم بڑھاو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ یہی ان کا سرمایہ حیات ہے اور یہ شخص بھی اپنے قوم کے ارمانوں، احساسات، جذبات اور ان کی خواہشات کا بھرم رکھے ہوئے ہیں۔ حزب المجاہدین حالات کے تمام تر جبر کے باوجود دشمن کے خلاف برسر پیکار ہے۔ اس تنظیم کی پشت پر ہزاروں قربانیاں ہیں، جن میں معاشرے کے ہر مکتبہ فکر کے ساتھ وابستہ افراد شامل ہیں۔ حزب المجاہدین نے مقبوضہ جموں وکشمیر کے چپے چپے پر اپنا لہو بہایا ہے۔ سرو سبز وادیوں سے لیکر سنگلاخ پہاڑوں اور برف پوش چوٹیوں کو اپنے گرم گرم خون سے سینچا ہے۔ آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ ان قربانیوں کی حفاظت کرنا، اپنی افرادی قوت کو مجتمع رکھنا اور منتشر ہونے سے بچانا ہی ایک بڑا ہنر ہے جس کا فریضہ سید صلاح الدین احمد بخوبی نبھا رہے ہیں۔ یہی اس شخص کا جرم ٹھہرا جس کی انہی سزا دی جاتی ہے۔ ان کی زبان پر نہ پہلے حرف شکایت آئی، نہ آج ہے اور نہ ہی آئندہ ہوگی۔ وہ ہر ایک کو یہی تاکید کرتے ہیں کہ ہمارے سینوں میں جلائی ہوئی شمع بجھنے نہ پائے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بے پایاں صلاحیتوں سے بھی نوازا ہے۔ انہیں فن خطابت بھی خوب آتا ہے اور سننے والوں پر جیسے سحر طاری ہوتا ہے۔ وہ تحریک آزادی کشمیر کے تمام پہلوؤں پر بخوبی نظر بھی رکھتے ہیں اور وقتاً فوقتاً اپنے رفقاء کو بھی تمام حالات و واقعات سے آگاہ کرتے ہیں۔ مودی کا بھارت انہیں خطرناک افراد کی فہرست میں پہلے نمبر پر رکھ چکا ہے۔ وہ مقبوضہ جموں وکشمیر پر بھارت کے غاصبانہ قبضے کے خاتمے کیلئے شروع کی جانے والی جدوجہد سے پہلے بھی اپنی زندگی کے کئی قیمتی برس بھارتی جیلوں اور عقوبت خانوں میں گزار چکے ہیں۔ وہ تعذیب و تشدد کے مراحل سے بھی گزر چکے ہیں لہٰذا مودی کے حربے ان کیلئے کوئی نئے نہیں ہیں۔ بلاشبہ وہ دن کے شہسوار اور راتوں کے عبادت گزار ہیں۔ انہوں نے اپنا سکھ اور چین بھی اپنے قوم پر قربان کیا ہے۔ وہ اپنوں کی ناراضگی بھی مول لینے سے نہیں کتراتے اور ڈنکے کی چوٹ پر کلمہء حق بلند کرتے ہیں۔ وہ نہ ڈھنڈورہ پیٹتے ہیں اور نہ ہی اس سلسلے میں کسی تشہیر کے قائل ہیں۔ یہی ان کا بڑا وصف ہے کہ اپنے بھی ان کی بات بڑے غور سے سنتے ہیں اور ان کے کہے کا برا بھی نہیں مناتے کیونکہ وہ بھی جانتے ہیں کہ یہ شخص سراپا ایثار و قربانی کا مجسمہ ہیں۔

سید صلاح الدین احمد کسی شخص کا نام نہیں بلکہ وہ ایک بھرپور تحریک ہیں اور ایسی شخصیات صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں۔ ایسے مجسم اخلاق و اخلاص والی شخصیات ایک اثاثہ ہوتی ہیں جنہیں

> حزب المجاہدین حالات کے تمام تر جبر کے باوجود دشمن کے خلاف برسر پیکار ہے۔اس تنظیم کی پشت پر ہزاروں قربانیاں ہیں، جن میں معاشرے کے ہر مکتبہ فکر کے ساتھ وابستہ افراد شامل ہیں۔حزب المجاہدین نے مقبوضہ جموں وکشمیر کے چپے چپے پر اپنا لہو بہایا ہے۔سرو سبز وادیوں سے لیکر سنگلاخ پہاڑوں اور برف پوش چوٹیوں کو اپنے گرم گرم خون سے سینچا ہے۔آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ان قربانیوں کی حفاظت کرنا، اپنی افرادی قوت کو مجتمع رکھنا اور منتشر ہونے سے بچانا ہی ایک بڑا ہنر ہے جس کا فریضہ سید صلاح الدین احمد بخوبی نبھا رہے ہیں

ضائع نہیں بلکہ بچانا ہی قوموں اور تحریکوں کی کامیابی کی ضامن ہوتی ہیں۔ پھونکوں سے یہ چراغ پہلے کب بجھے تھے کہ اب بجھیں گے۔سید شاہد یوسف کو 2017 میں پہلی مرتبہ تہاڑ جیل سے عدالت میں لاکر خون آلود کپڑوں کے ساتھ پیش کیا گیا۔مقصد صاف اور واضح تھا کہ جناب سید کے عزم وحوصلوں

کو کمزور اور توڑا جائے مگر استقامت کے پائے گراں نے اس موقع پر بھی نہ صرف اپنے حواس اور جذبات کو قابو میں رکھا بلکہ برہمن سامراج کو دوٹوک پیغام دیا کہ اس طرح کے بزدلانہ حربوں سے انہیں اور اہل کشمیر کو ڈرایا اور خوفزدہ نہیں جاسکتا۔حق و باطل کے درمیان یہ کشمکش ازل سے شروع ہے اور تا صبح قیامت جاری رہے گی۔تاریخ میں قربانیاں دینے والے ہی امر ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ قربانیاں انمول اور ہمیشہ کیلئے انسان کو زندہ رکھتی ہیں۔البتہ برہمن سامراج طاقت اور گھمنڈ کے نشے میں بدمست ہاتھی کی طرح پھنکار رہا ہے۔تاریخ نے اس سامراج سے پہلے بھی بڑے جابر اور سفاک پٹخ دیئے ہیں کیونکہ قانون الٰہی ہے کہ ظلم ظالم سمیت فنا کے گھاٹ اترتا ہے اور تاریخ ایسی مثالوں سے بری پڑی ہے۔مودی اور اس کے حواری بھی فنا کے گھاٹ اترنے کے قریب پہنچ چکے ہیں۔بس استقامت اور ثابت قدمی شرط اول ہے۔اور جناب سید بھی استقامت اور ثابت قدمی کی پیغمبرانہ سنت پر عمل پیرا ہیں۔دنیا انہیں پیر صاحب کے نام سے بھی جانتی ہے۔

> مودی کا بھارت کشمیری عوام کے ساتھ ساتھ بھارتی مسلمانوں کی نسل کشی کا آغاز کر چکا ہے جس کی نشاندہی نسل کشی سے متعلق عالمی تنظیم جینوسائیڈ واچ کے سربراہ گگوری اسٹنٹن بھی کر چکے ہیں کہ اگر دنیا نے مقبوضہ کشمیر اور بھارت میں مسلمانوں کی حالت زار کی جانب اپنی توجہ مبذول نہ کی تو دونوں مقامات پر برے پیمانے پر نسل کشی کو روکا نہیں جاسکتا۔عالمی برادری کی ذمہ داری ہے کہ اپنی مجرمانہ خاموشی ترک کرکے اہل کشمیر اور بھارتی مسلمانوں کو مودی کے ہاتھوں ممکنہ نسل کشی روکنے میں اپنا کردار ادا کریں

مودی حکومت کی جانب سے کشمیری عوام کی جائیدادیں ضبط کرنا سیاسی انتقام کے سوا کچھ نہیں ہے۔جس کا مقصد اہل کشمیر کو عظیم اور لازوال قربانیوں سے مزین تحریک آزادی سے دستبردار کرانا ہے۔مقبوضہ جموں وکشمیر میں تعینات بھارتی افواج پرتشدد فوجی کارروائیوں کے دوران کشمیری عوام کے گھروں کو تواتر کے ساتھ تباہ کر رہی ہے۔ مودی حکومت کشمیری عوام کو ان کی زمینوں، جائیداد واملاک اور نوکریوں سے محروم کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ جائیداد واملاک کی مسماری اور غیر قانونی ضبطی مقبوضہ جموں وکشمیر میں بھارت کی منظّم آباد کار نوآبادیاتی مہم کا حصہ ہے۔مودی کشمیری عوام کی تحریک آزادی کو دبانے کے لیے ہر وحشیانہ حربہ استعمال کررہا ہے۔مذموم بھارتی ہتھکنڈے مقبوضہ جموں وکشمیر کے حریت پسند عوام کو آزادی کے مقصد کے حصول کو آگے بڑھانے سے نہیں روک سکتے۔مقبوضہ جموں وکشمیر میں مودی حکومت کے ظالمانہ اقدامات کا نوٹس لینے کے لیے دنیا کو اب خواب غفلت سے بیدار ہونا چاہیے۔اس سے پہلے کہ دیر ہو جائے کیونکہ مودی کا بھارت کشمیری عوام کے ساتھ ساتھ بھارتی مسلمانوں کی نسل کشی کا آغاز کر چکا ہے جس کی نشاندہی نسل کشی سے متعلق عالمی تنظیم جینوسائیڈ واچ کے سربراہ گگوری اسٹنٹن بھی کر چکے ہیں کہ اگر دنیا نے مقبوضہ کشمیر اور بھارت میں مسلمانوں کی حالت زار کی جانب اپنی توجہ مبذول نہ کی تو دونوں مقامات پر برے پیمانے پر نسل کشی کو روکا نہیں جاسکتا۔عالمی برادری کی ذمہ داری ہے کہ اپنی مجرمانہ خاموشی ترک کرکے اہل کشمیر اور بھارتی مسلمانوں کو مودی کے ہاتھوں ممکنہ نسل کشی روکنے میں اپنا کردار ادا کریں۔

☆☆☆

فیضانِ خودی، معاشرتی عظمت و کمال ہے

نامعلوم کے بارے جاننا ہی علم کہلاتا ہے۔۔جس ذہن میں یہ نظریہ نقش ہو جائے تو وہ نا شرماتا ہے نہ جھکتا۔ یہ رویہ غیر معمولی ذہین شخصیات کی نشانی ہوتی ہے

ماحول نومولود بچوں اور آنے والے اجنبی افراد کے مزاج پر پہلا اور انمٹ اثر ڈالتے ہیں

عالمی شہرت یافتہ ڈیل کارنیگی جب زیرِ تعلیم تھا تو اسے اندازہ نہ تھا کہ وہ ایک دن دنیا کا سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتابوں کا مصنف بنے گا

ادب کی دنیا میں نوبل انعام حاصل کرنے والا جارج برنارڈ شا روایتی تعلیم کے اعتبار سے فقط پانچ جماعت پڑھا ہوا تھا

شہزاد منیر احمد

اللہ مالک ارض وسما نے ہر فرد کو بہتریں صلاحیتوں کے ساتھ پیدا کیا ہے، تو کیا وجہ ہے کہ کچھ لوگ علمی اعتبار سے بڑے قد آور شخصیت بن جاتے ہیں تو کچھ اسی سوسائٹی میں" بونے "ہی رہ جاتے ہیں۔ زیرِ تعلم طلباء وطالبات کو تدریسی کمروں میں ایک ہی استاد و پروفیسر پڑھاتے ہیں۔ کچھ بڑے اعلی درجے میں پاس ہوتے ہیں اور کچھ فیل ہو جاتے ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے "ایسا کیوں ہے "اس سوال کا فی البدیہہ جواب تو یہی ہے کہ " لیس للانسان الا ما سعی" انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جس کے لیے وہ کوشش کرتا ہے۔ مزید یہ کہ مستقبل کی عظمت کا حقدار وہ ہے جس نے بدلتے وقت کے ساتھ زمانہ حال کو درست رکھا اور اپنے جوہر دکھائے ہوں۔ جو خود ترقی کرنے کا خواہاں اور سخت محنت سے کام کرنے والا رہا۔ اور جو اپنے جوہر دکھانے سے محروم رہا، اس کے حصے میں تو پچھتاوا ہی ہو گا۔۔ علامہ اقبالؒ لکھتے ہیں:-

کل کے غم و عیش پہ کچھ حق نہیں رکھتا
جو آج خود افروز و جگر سوز نہیں ہے

غیر معمولی ذہانت رکھنے والے طلباء وطالبات پڑھائے جاتے والے سبق سے ہٹ کر استاد سے سوال کرتے ہیں۔ مہذب اور ترقی یافتہ معاشروں میں ایسے سوالات پوچھنے والوں کی حوصلہ افزائی ENCOURAGE کی جاتی ہے۔ جب کہ جاہل، پسماندہ اور گنوار معاشرے میں سوال پوچھنے والے کم عمروں کو بد تمیز اور گستاخ سمجھا جاتا ہے۔

انسانی شخصیت Living Environment، ماحولیات پر استوار ہوتی ہے۔ جیسا ماحول ہو گا ویسی شخصیت پروان چڑھے گی۔ ماحول کا مطلب، گھر یا گرد و پیش کے ادارے ہی نہیں بلکہ وہاں کے لوگوں کا نظریہ حیات اور ان کے رویے ہوتے ہیں۔ انسانی شخصیت ماحولیات کے مختلف رنگ واقسام کے چھوٹے چھوٹے ریشوں سے مل کر بنتی ہے۔ ماحول نومولود بچوں اور آنے والے اجنبی افراد کے مزاج پر پہلا اور انمٹ اثر ڈالتے ہیں۔ اسی ماحول کی بنیاد پر مقامی رسم و رواج اور ثقافتی قدریں قائم ہوتی ہیں۔ موسمی اثرات صرف عادات بدلتے ہیں نظریہ حیات نہیں بدلتے۔

اللہ تعالی نے انسان میں یہ بہت بڑی صلاحیت اور رجحان رکھا ہے کہ وہ کسی امر کے بارے جان کر پریشان خیالی کا شکار ہو جاتا ہے، جیسے مطالعہ انسان سے نیند چھین لیتا ہے اور وہ غور و فکر میں کھو جاتا ہے۔ کوئی تکلیف دہ منظر دیکھ کر بے چین ہو جاتا ہے اور اس کا پس منظر یا اس کے اثرات سے متاثرہ لوگ اور حالات کا سوچنا شروع کرتا ہے انسان کا یہ رویہ ہی زمین پر قائم معاشرے کی کل متاع اور نصاب علم و عمل ہے۔

تاریخ عالم کے مطالعے سے ہم یہ سیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ وہیں بیٹھے بیٹھے زندگی گزار دیتے ہیں جہاں انہیں بٹھا دیا جائے، کچھ وہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنی فطری خواہشات، ضروریات یا حرص کے تابع بھی خوب سے خوب تر کی تلاش میں ہلکان نظر آتے ہیں۔ ایسے متجسس ذہنوں نے ہی نئی نئی دریافتوں اور ایجادات سے انسان کی زمینی زندگی کو جنت نظیر بنا دیا ہوا ہے۔ ایسے لوگ ہی انسانی معاشرے کے محسن اور سچے خادم ہیں۔ عالمی افق پر نمایاں اور نام ور شخصیات کی ذاتی زندگی بالخصوص ابتدائی تعلیم کے سالوں کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ وہ لوگ شروع ہی سے اپنے ساتھیوں سے مختلف رویے کے حامل تھے۔ مثلاً وہ اپنی نصابی کتب کے بستے میں اپنا ضمنی نصابی کتابچہ بھی رکھا کرتے تھے۔۔ جس میں ان کے کھلی آنکھوں دیکھے ہوئے خواب ہوتے تھے جن کی انہیں تعبیر تلاش کرنا ہوتی تھی۔ اس منفرد حساسیت نے انہیں زندگی بھر راہ راست سے بھٹکنے سے محفوظ رکھا۔

اس تعمیری احساس اور ماحول جو انہیں میسر آیا اس کے سحر یا اثرات نے ان کی زندگی کو بدل کر رکھ دیا۔ ان کے کورے ذہن نے ایک حقیقت دیکھی تو وہ اس کے پس منظر اور پیش منظر کو جاننے کے لیے بیتاب ہو گئے۔ خود تحقیق کی تو زندگی کی شاہراہ سے ہٹ کر ایک چھوٹی سی نئی پگڈنڈی دریافت کر کے زندگی کی لیبارٹری کے ہو کر رہ گئے۔ انہیں نہ وقت کی کمی محسوس ہوتی نہ کسی اور مشغولیت نے راغب کیا۔ وہی لوگ کامیاب شخصیات کی شہرت پانے والے تھے۔ مثلاً:-

عالمی شہرت یافتہ ڈیل کارنیگی جب زیرِ تعلیم تھا تو اسے اندازہ نہ تھا کہ وہ ایک دن دنیا کا سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتابوں کا مصنف بنے گا۔ مگر اس نے اپنے ہم جماعتوں اور ہم عصروں سے ہٹ کر مشاہدات میں آنے والی سرگرمیوں کا اثر لیا، تحقیق کی اور اپنا تحقیقی نتیجہ کتابی شکل میں، " پریشان ہونا چھوڑیے جینا سیکھیے " لکھا تو وہ راتوں رات مشہور ہو گیا۔ وہ صرف غیر معمولی ذہانت نہیں بلکہ غیر معمولی سوچ رکھنے والا انسان تھا۔ دانشور کہتے ہیں انسانی شخصیت اس کے ذہن میں پلتی ہے۔ طلباء وطالبات وہی اور ویسا ہی بنتے ہیں جو اور جیسا وہ سوچتے ہیں۔

ادب کی دنیا میں نوبل انعام حاصل کرنے والا جارج برنارڈ شا روایتی تعلیم کے اعتبار سے فقط پانچ جماعت پڑھا ہوا تھا۔ وہ

اس قدر شرمیلا واقع ہوا تھا کہ وہ دوستوں سے ملنے سے بھی گھبراتا تھا۔اس کے باوجود وہ دنیا کا بہترین مقرر بن گیا۔ جارج برنارڈ شا جو1856 میں پیدا ہوا اس نے1946 میں جب وہ90 سال کا تھا، اس نے اپنی ڈائری میں لکھا- وہ اس قدر مصروف ہے کہ ابھی موت کے بارے میں سوچنے کے لیے اس کے پاس وقت نہیں۔

" میں زندگی میں زندگی کی خاطر دلچسپی لیتا ہوں۔ میرے لیے یہ کوئی مختصر شمع نہیں، میرے لیے یہ ایک شاندار مشعل ہے اور میرے ہاتھ میں ہے۔ اسے آئیندہ پود کے سپرد کرنے سے پہلے میں اسے زیادہ سے زیادہ روشن دیکھنا چاہتا ہوں۔

اپنے قائداعظم محمد علی جناح کو دیکھیں۔ انہیں سکول میں داخل کروایا گیا۔ کچھ عرصہ بعد انہیں سکول پسند نہ آیا تو انہیں دوسرے سکول میں داخل کروا دیا گیا۔ کچھ بڑے ہوئے تو گھریلو حالات کے پیش نظر سکول چھوڑ دیا اور والد سے کہا میں آپ کے ساتھ دفتر میں کام کروں گا۔ دو۔ اڑھائی ماہ دفتر میں کام کیا تو والد سے کہا میں پڑھنا چاہتا ہوں۔ والد نے بتایا کہ بیٹا دنیا میں جینے اور کام کرنے کے دو ہی طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ تعلیم اور لوگوں کے تجربے کی بنیاد پر کام کیا جائے۔ دوسرا یہ کہ اپنے مشاہدے اور تجربات کے مطابق کام کیا جائے۔ پھر محمد علی جناح کا سکول داخل کروایا بعد میں انہیں اپنی فرم کے لندن آفس میں بھیجا گیا۔ وہاں سے انہوں میں قانون پڑھا اور بیرسٹری پاس کر کے واپس وطن لوٹے۔ جب وہ پڑھ رہے تھے تو انہوں نے یہ تو نہیں سوچا تھا کہ وہ ایک آزاد ملک بنائیں گے لیکن یہ ضروری تھا کہ وہ بحیثیت طالب علم بھی مختلف سوچتے تھے اور بحیثیت وکیل بھی دوسرے کالے کوٹ والوں سے عادات اور فکر وخیال میں بہت ہی مختلف تھے۔ ان کے منفرد کردار نے اسے دنیا کا واحد سیاسی لیڈر بنا دیا جس نے دنیا کا نقشہ بدلا، ایک نئی قوم تشکیل دی اور دنیا میں پہلی اور سب سے بڑی اسلامی ریاست (پاکستان) معرض وجود میں لائی۔

میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ مطالعہ صاحب فکر دلوں کی نیند چھین لیتا ہے۔ تب وہ مزید کتابیں پڑھنے میں عافیت پاتے ہیں۔۔ ان کا علمی اضافہ ان میں بولنے اور لکھنے پر اکساتا ہے

ادب کی دنیا میں نوبل انعام حاصل کرنے والا جارج برنارڈ شا روایتی تعلیم کے اعتبار سے فقط پانچ جماعت پڑھا ہوا تھا۔ وہ اس قدر شرمیلا واقع ہوا تھا کہ وہ دوستوں سے ملنے سے بھی گھبراتا تھا۔ اس کے باوجود وہ دنیا کا بہترین مقرر بن گیا۔ جارج برنارڈ شا جو1856 میں پیدا ہوا اس نے1946 میں جب وہ90 سال کا تھا، اس نے اپنی ڈائری میں لکھا- وہ اس قدر مصروف ہے کہ ابھی موت کے بارے میں سوچنے کے لیے اس کے پاس وقت نہیں۔

۔ بڑھتی ہوئی خوداعتمادی انہیں بے نام جھجک اور شرمیلے پن پر غالب آنے کا یقین دلاتا ہے۔

جس طرح کارل مارکس کی کتاب سرمایہ کے مطالعہ نے جارج برنارڈ شا کی زندگی بدل ڈالی ایسے ہی محمد علی جناح کا قرآن پاک کا پڑھنا، علامہ اقبال اور مولانا شبیر عثمانی جیسے علماء اسلام کی رفاقت نے ان کے اندر سے پیسے کمانے والا وکیل نکال کر اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والا بندہ مومن بٹھا دیا تھا۔

تعلیمی اداروں میں تدریسی سرگرمیوں میں کوئی تسلی بخش کارکردگی Performance نہ دینے والے طلبا کے اساتذہ کا یہی تبصرہ ہوتا ہے کہ وہ لکھائی پڑھائی میں تو واجبی سی پوزیشن میں ہے لیکن شرارتوں میں کوئی ثانی نہیں رکھتا۔ ماہرین نفسیات کی رائے ایسے طلباء وطالبات کے بارے مختلف ہے۔ ان کی تحقیق کے مطابق ایسے افراد غیر معمولی ذہانت کے مالک ہوتے ہیں۔ معمول کے نصاب تعلیم اور طرز تدریس کی یکسانیت سے جلد اکتا جاتے ہیں۔ روزمرہ کے پڑھنے لکھانے کی سرگرمیوں میں۔ وہ کچھ نیا دیکھنے اور کرنے کو چاہتے ہیں۔

ماہرین نفسیات کہتے ہیں جس طرح لگے بندھے قوانین اور ضابطوں کی پابندی میں کام کرنے والے کارخانوں کی ترقی کی رفتار وہ نہیں ہوتی، جو ان کارخانوں میں دیکھی جاتی ہے جہاں ہر ورکر کو کھل کر کارخانوں کے مسائل اور کارکردگی پر بات کرتے اور سپروائزر کو مشورہ دینے کا ماحول ہوتا ہے۔ یہ سارا فیض باہمی میل ملاپ اور بھائی چارے کے ماحول کو فروغ دینے اور آپس میں تبادلہ خیالات کا ہوتا ہے۔ سنجیدگی کا مطلب گوشہ نشینی نہیں بلکہ تعمیری سوچنا ہے اور اس کے لیے مطالعہ کتب بہت ضروری ہے۔ دیکھا جائے تو سوسائٹی میں ہر بات یا ساری سرگرمیاں مکالمے کے نتیجے میں سامنے آتی ہیں۔ کیونکہ رائج سکیمیں یا قدریں بہتر شکل میں ماحول سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور ماحول باہمی اخوت، مل جل کر بیٹھنے اور مکالمے سے پنپتا ہے۔

طلباء وطالبات میں نفاست، خودداری اور بڑاپن والدین گھروں میں ان کے ذہنوں میں ڈالتے ہیں۔ تعلیمی ادارے انہیں باضابطہ نکھارتے ہیں۔ طلباء وطالبات فطری طور پر نئی نئی باتوں کا سیکھنا پسند کرتے ہیں۔ طلباء وطالبات کے استفادے، وقت کی ضرورت اور تعلیمی ماحول کو خوشگوار نفع بخش رکھنے کے لیے اساتذہ کی ٹیم کو طلبا کی اس علمی تشنگی اور تجسس کی تسکین اور تسلی کا سامان کرتے رہنا چاہیے۔

اپنے طلبا وطالبات کو زندگی سے محبت نہیں عشق کرنا سکھائیں تا کہ۔ وہ۔ ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی پائیں۔ ان پر یہ روحانی راز افشا کریں کہ جس کا نظریہ، فکر اور کام زندہ رہا وہ شخص مرنے کے بعد بھی زندہ رہا۔

☆☆☆

شہزاد منیر احمد (گروپ کیپٹن ریٹائرڈ) راولپنڈی / اسلام آباد کے معروف ادیب، شاعر، مصنف اور کالم نگار ہیں، کشمیرالیوم کے لیے مستقل بنیادوں پر بلا معاوضہ لکھتے ہیں

اسلامی نظام اور پاکستان

ہم مسلمان آج بھی برطانیہ کے چھوڑے (لارڈ میکالے) کے قانون کے سہارے مسائل کا حل اور کامیابی کی راہیں تلاش کر رہے ہیں

ہمیں آئین پاکستان کی گولڈن جوبلی منانا تو یاد ہے، لیکن افسوس اسلامی نظام کا نفاذ اور اس پر عمل کرنا بھول گئے

معاملات انفرادی ہوں، اجتماعی ہوں یا ان کا تعلق عالمی برادری سے جڑا ہو، اسلام انسانی حیات کے ہر گوشے اور ہر شعبے کے متعلق مکمل رہنمائی کرتا ہے

محمد احسان مہر

وطن عزیز پاکستان کی تحریکی سرگرمیوں، جوش اور ولولہ، عزم و مقاصد ہجرت کی صعوبتیں اور لازوال قربانیوں کی داستان کو سامنے رکھ کر اگر پاکستان کی 75 سالہ تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ ہم منزل سے دور بھٹکے ہوئے راہی کی طرح محو سفر ہیں۔ ماضی کے حالات و واقعات بھی اس بات پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہیں کہ قیام پاکستان کے بانی اکابرین کی صفوں میں کچھ ایسے عناصر بھی شامل ہو گئے جن کا مقصد صیح سمت میں پاکستان کی راہ میں روڑے اٹکانا رہا، اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے، پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان کی شہادت اور اس کے قاتل کو جس طرح موقع پر ہی ٹھکانے لگادیا گیا کئی طرح کے خدشات کو جنم دیتا ہے۔

1947 سے انگریز سے آزادی کے بعد 1956 تک

تھی، اور اسلام کے نام پر معرض وجود آنے والا ملک ؛ سانحہ مشرقی پاکستان ؛ کا شکار ہو چکا تھا، لیکن افسوس ہم نے اتنے بڑے سانحے سے بھی کچھ نہیں سیکھا۔ یہ کتنی افسوس ناک بات ہے کہ ہم مسلمان آج بھی برطانیہ کے چھوڑے (لارڈ میکالے) کے قانون کے سہارے مسائل کا حل اور کامیابی کی راہیں تلاش کر رہے ہیں،، جبکہ قرآن جیسی عظیم، مقدس اور لا ریب کتاب جو پوری انسانیت کے لیے ضابطہ حیات اور ہدایت کا سرچشمہ

پاکستان کے ارباب اختیار اس حوالے سے بڑے خوش قسمت ہیں کہ وہ ذاتی مفادات کے لیے ایوان بالا میں آئین اور قانون میں ترمیم کرتے رہے، لیکن کیا وجہ ہے کہ ہم نے وطن عزیز میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے نتیجہ خیز کوششیں نہیں کی؟ ہمیں آئین پاکستان کی گولڈن جوبلی منانا تو یاد ہے، لیکن افسوس اسلامی نظام کا نفاذ اور اس پر عمل کرنا بھول گئے، حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ اسلامی مملکت کی پارلیمنٹ کی پیشانی پر قرآنی آیات کے سامنے بیٹھ کر اسلام سے روگردانی پر مبنی فیصلے ہوتے ہیں، کیا اسلام مذاہب کے درمیان مکالمہ، تہذیب وثقافت، سیاسی اور معاشی مسائل، تجارت،، عدل وانصاف انسانیت کی فلاح و بہبود کے ہر معاملے میں مکمل راہنمائی فراہم نہیں کرتا

ہے، ہمارے پاس موجود ہے۔

پاکستان کے ارباب اختیار اس حوالے سے بڑے خوش قسمت ہیں کہ وہ ذاتی مفادات کے لیے ایوان بالا میں آئین اور قانون میں ترمیم کرتے رہے، لیکن کیا وجہ ہے کہ ہم نے وطن عزیز میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے نتیجہ خیز کوششیں نہیں کی؟ ہمیں آئین پاکستان کی گولڈن جوبلی منانا تو یاد ہے، لیکن افسوس اسلامی نظام کا نفاذ اور اس پر عمل کرنا بھول گئے، حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ اسلامی مملکت کی پارلیمنٹ کی پیشانی پر قرآنی آیات کے سامنے بیٹھ کر اسلام سے روگردانی پر مبنی فیصلے ہوتے ہیں، کیا اسلام مذاہب کے درمیان مکالمہ، تہذیب وثقافت، سیاسی اور معاشی مسائل، تجارت،، عدل وانصاف انسانیت کی فلاح و بہبود کے ہر معاملے میں مکمل راہنمائی فراہم

پاکستان بغیر کسی آئینی حصار کے آگے بڑھتا رہا اور اس کے بعد　جب تک قوم کسی آئینی مسودے پر متفق ہوتی، بہت دیر ہو چکی

نہیں کرتا ؟ اگر ایسا ہے تو 75 سال سے آئین اور قانون کے نام پر جعلی جمہوریت کے تحفظ کے لیے؛ واحد اسلامی نظریاتی ایٹمی مملکت کی اساس سے کھلواڑ کیوں ہو رہا ہے ؟ عراق ، لیبیا، شام، افغانستان، فلسطین اور کشمیر، امت کے سینے پر کتنے زخم ہیں؟ اگر بہاؤ کے رُخ پر ہی بہنا ہے تو حالات کے سامنے ڈٹ کر قیام پاکستان کے مقاصد کی تکمیل اور ان زخموں کا مداوا کون کرے گا ؟ آج ہم عالمی برادری کی صف میں جہاں کھڑے ہیں مشکل اور کھٹن حالات کے باوجود اس عزم کے ساتھ کھڑے ہیں کہ عالمی سطح پر مثبت اور پر وقار انداز میں اپنا کردار ادا کرتے رہیں گے ، لیکن :آج وطن عزیز سیاسی اور معاشی بحرانوں میں جکڑا ہوا ہے، عالمی اور علاقائی مسائل سر اُٹھا رہے ہیں ورلڈ بنک اور آئی، ایم، ایف کی آشیر باد سے حکمران عوام کے منہ سے دو وقت کی روٹی چھیننے کے بعد اب ان کی ہڈیوں سے گودا نکالنے کے لیے تیار کھڑے ہیں، جہاں روٹی ، کپڑا اور مکان کے وعدہ پر زندگی کا حق چھینا جا رہا ہے، ان مسائل کے حل، علاقائی اور عالمی چیلنجز سے نبرد آزما ہونے کے لیے بحیثیت قوم ہمیں کھڑے ہونا ہوگا، اور قومی سطح پر اس فرسودہ نظام سے نجات حاصل کرنے کے لیے اقدامات اُٹھانے ہوں گے۔

امن وامان کی بحالی معاشرتی انصاف سے مشروط ہے، جب تک طاقتور کو جسٹس سسٹم سے نکلنے کی راہیں ملتی رہیں گی، کمزور طبقات کا استحصال ہوتا رہے گا، اور انصاف کے بغیر کوئی قوم کسی بحران پر قابو نہیں پا سکتی یہ فطرت کا قانون ہے۔ پاکستان میں انصاف کی فراہمی کا بنیادی ڈھانچہ POLICE کی تفتیش کے طریقہ کار کے گرد گھومتا ہے، یہ بدبودار نظام کتنا گل سڑ چکا ہے اس کا اندازہ سپریم کورٹ کے ایک جج کے سماعت کے دوران حالیہ ریمارکس سے کیا جا سکتا ہے، وہ کہتے ہیں (ہمارے سامنے قتل کے مقدمات زیر التواء ہیں، ہم کہہ کہہ کر تھک جاتے ہیں) محکمے میں موجود (کالی بھیڑیں) جسٹس سسٹم کو اندھیرے میں رکھ کر ظلم کے خلاف اُٹھنے والی آواز کو جھوٹی F.I.R، کراس ورشن اور 7/51 جیسی دفعات کے ذریعے قانونی پیچیدگیوں میں اُلجھا دیتے ہیں، جس سے مظلوم کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ اور ظلم کے پنجے مزید مضبوط ہوتے ہیں، ملک بھر میں جیلوں میں بند کمزور طبقات کے سینکڑوں بے گناہ قیدی اس کی زندہ مثال ہیں، جبکہ کرمنل کردار کے حامل افراد ذاتی اثر رسوخ اور وسائل کی دستیابی کی وجہ سے سرے عام دندناتے ہوئے خوف کی فضاء بنا کر معاشرے میں بگاڑ پیدا کرتے ہیں۔

معاملات انفرادی ہوں، اجتماعی ہوں یا ان کا تعلق عالمی برادری سے جڑا ہو، اسلام انسانی حیات کے ہر گوشے اور ہر شعبے کے متعلق مکمل رہنمائی کرتا ہے، 75 سالہ تجربات کو ایک طرف رکھ کر ابتدائے اسلام کی 2 دہائیوں کا جائزہ لے لیں، مسائل کے حل کے ساتھ ساتھ باطل قوتوں پر غلبہ پانے کا ہنر بھی مل جائے گا (ان شاء اللہ) عالمی یہودی سازشوں، صیہونی طاقتوں کے باہمی اشتراک سے پیدا صورتحال سے نکلنے کے لیے یقین محکم کے ساتھ عملی طور پر اسلام کے وسیع دامن کی طرف لوٹ آئیں، دنیا و آخرت کی کامیابی ہمارا مقدر ہوگی، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عالم اسلام کو عادل حکمران عطاء فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆

انتقال پرملال

طفیل بھائی بانڈی پوری کی (والدہ محترمہ) مقبوضہ کشمیر میں وفات پا گئی ☆ خورشید زبیر بانڈی پورہ کی (والدہ محترمہ) مقبوضہ کشمیر میں وفات پا گئی ☆ ماما جلال الدین ہندواڑہ کی (بہن) مقبوضہ کشمیر میں وفات پا گئی ☆ حیدر علی شوپیاں کی (والدہ محترمہ) مقبوضہ کشمیر میں وفات پا گئی ☆ راہی حبیب اللہ کپواڑہ کے (والد صاحب) مظفر آباد آزاد کشمیر میں وفات پا گئے ☆ پرویز باز علی کپواڑہ کی والدہ محترمہ مقبوضہ کشمیر میں وفات پا گئی ☆ طفیل شاہین کرناہ کپواڑہ کے (والد صاحب) مظفر آباد آزاد کشمیر میں وفات پا گئے ☆ شہید علی بابا کا اکلوتا بیٹا (ظہور احمد) راولپڈی میں وفات پا گئے

اللہ پاک مرحومین کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ آمین

قارئین سے گزارش ہے کہ مرحومین کو اپنے دعاؤں میں یاد رکھیں۔

یکم مئی مزدوروں کا دن!

میرافسرامان

دنیا میں کہیں ماں کا دن، باپ کا دن، عورت کا دن، مزدوروں کا دن، نہ جانے کتنے دن ہیں جو یہ یہودی سازشی لوگ مناتے ہیں۔ نہیں مناتے تو اللہ کا دن نہیں مانتے کیوں کہ اللہ کا دن منانے سے ان کو اللہ کا بندہ بننا پڑتا ہے اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے پڑتے ہیں جو ان کو منظور نہیں۔ وسائل پر سانپ بن کے بیٹھے لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ایک دن ان کے پیدا کرنے والے نے انصاف کے لیے مقرر کر رکھا ہے جس میں ذرا برابر اچھے اور برے عمل کا حساب دینا پڑے گا اور جس نے کسی پر ظلم کیا ہو گا اللہ کو اس کا حساب دینا پڑے گا اس لیے اس دنیا میں ہی جہاں تک ممکن ہو سکے ایک دوسرے سے انصاف کریں۔

یہودیوں نے دنیا میں اپنی ایک بین الاقوامی شیطانی حکومت قائم کرنے کے لیے دنیا میں جتنے بھی واقعات ہوئے ہیں ایک لڑی میں پرو کر اپنے مقصد کے استعمال کے لیے اپنی گرفت میں لے لیے ہیں یہی حال یکم مئی کا بھی ہے۔ جہاں تک یکم مئی مزدوروں کے دن کا تعلق ہے جب تک دنیا میں مزدوروں میں اپنے حقوق کا شعور نہیں پیدا ہوا تھا مل مالکان اور زمینوں میں کام کرنے والے مزدوروں سے وہ رات دن کام لیتے تھے مگر جب یورپ اور امریکا میں صنعتی ترقی کا دور آیا تو مزدوروں میں بھی اپنے حقوق کا شعور بھی بیدار ہوا اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ مزدوروں نے کہا اس کے لیے کام کا کوئی وقت مقرر ہونا چاہیے۔ یکم مئی کا واقعہ جو امریکا کے شہر شکاگو میں محنت کشوں اور مل مالکان کے درمیان 1884ء میں پیش آیا تھا اس وقت سے مزدوروں نے پہلے امریکا اور پھر بعد میں اس کو پورے دنیا میں منانا شروع کر دیا اور پھر اسے یہودیوں نے اپنے مقصد کے لیے استعمال کیا جس ظلم ستم کی مثال ہم نے کمیونسٹ دنیا میں دیکھی تھی۔ جب وقت کے تعین کا فیصلہ نہ ہو سکا تو مزدوروں نے مطالبات کرنے شروع کر دیے پھر یہ مطالبات ایک تحریک کی شکل اختیار کر گئے مزدوروں نے ہڑتال کر دی تین مئی کو 1886ء کو پولیس کی جانب سے نہتے محنت کشوں کے احتجاجی مظاہرے پر گولیاں برسا دی گئیں کئی زخمی ہوئے اور ان میں سے چار جان بحق ہو گئے۔ محنت کشوں نے ہمت نہ ہاری اور

اپنے موقف کہ کام کا وقت 8 گھنٹے کیا جائے پر ڈٹے رہے۔ پولیس ان پر تشدد کرتی رہی پھر نہ جانے کیوں پولیس نے ان پر دستی بم پھینک دیا اللہ کا کرنا اس سے پولیس کا ایک سپاہی مر گیا۔ سازش کرتے ہوئے پولیس نے کہا کی مزدوروں نے پولیس پر بم سے حملہ کیا ہے اس کے بعد پولیس والوں نے مزدوروں پر گولیاں برسا دیں۔ بہت سارے مزدور اس میں قتل ہو گئے اور بہت سے زخمی بھی ہوئے۔ ان پر مقدمات قائم کیے گئے مزدوروں کا یہ تنازہ دنیا میں مشہور ہو گیا ان میں بہت سے کو جیل میں ڈال دیا گیا اور کچھ کو پھانسی کی سزا سنائی گئی چار کو پھانسی دے بھی دی گئی اور بعد میں ان میں سے چار کو 1893ء میں رہا کر دیا گیا۔ تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ شکاگو کے اس واقعے سے پہلے بھی یکم مئی کو ایک یادگار دن کے طور پر منایا جاتا تھا اور اب بھی یورپ میں کچھ جگہوں پر منایا جاتا ہے اس کا پس منظر یہ ہے کہ پرانی تہذیب میں ''فلورا'' نامی دیوی گزری ہے۔ یونانی دیوی کی یاد میں یہ دن منایا جاتا تھا۔ اس کو پھولوں کی دیوی بھی کہا جاتا تھا اور اس شادی ہوا کے دیوتا کے ساتھ ہوئی تھی۔ قدیم یونان میں مئی میں بہار کے میلے کے

تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ شکاگو کے اس واقعے سے پہلے بھی یکم مئی کو ایک یادگار دن کے طور پر منایا جاتا تھا اور اب بھی یورپ میں کچھ جگہوں پر منایا جاتا ہے اس کا پس منظر یہ ہے کہ پرانی تہذیب میں ''فلورا'' نامی دیوی گزری ہے۔ یونانی دیوی کی یاد میں یہ دن منایا جاتا تھا۔ اس کو پھولوں کی دیوی بھی کہا جاتا تھا اور اس شادی ہوا کے دیوتا کے ساتھ ہوئی تھی قدیم یونان میں مئی میں بہار کے میلے کے مطابق مذہب عیسائی کی کتابوں میں پھولوں کی اس دیوی کو ''ملکہ مئی'' بھی کہا جاتا ہے

مطابق مذہب عیسائی کی کتابوں میں پھولوں کی اس دیوی کو ''ملکہ مئی'' بھی کہا جاتا ہے۔ قدیم کہانیوں میں اس کا ہرکولیس کا

> دنیا میں کہیں ماں کا دن، باپ کا دن، عورت کا دن، مزدوروں کا دن، نہ جانے کتنے دن ہیں جو یہ یہودی سازشی لوگ مناتے ہیں۔ نہیں مناتے تو اللہ کا دن نہیں مانتے کیوں کہ اللہ کا دن منانے سے ان کو اللہ کا بندہ بننا پڑتا ہے اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے پڑتے ہیں جو ان کو منظور نہیں۔ وسائل پر سانپ بن کے بیٹھے لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ایک دن ان کے پیدا کرنے والے نے انصاف کے لیے مقرر کر رکھا ہے جس میں ذرا برابر اچھے اور برے عمل کا حساب دینا پڑے گا اور جس نے کسی پر ظلم کیا ہو گا اللہ کو اس کا حساب دینا پڑے گا اس لیے اس دنیا میں ہی جہاں تک ممکن ہو سکے ایک دوسرے سے انصاف کریں۔

دوست بھی بتایا جاتا ہے ایسی ہی دیومالائی کہانیاں ہندوؤں کے مذہب کے اندر بھی مشہور ہیں جو مقتدر حلقوں نے اپنے مقاصد کے لیے گھڑی تھیں جس کو دنیا جانتی ہے۔ تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے یہودیوں کا (ذہن) ہمیشہ تخریب کی طرف مائل ہوتا ہے وہ شیطان کے چیلے ہیں وہ اسی کے طریقوں پر عمل کرتے ہوئے بظاہر لوگوں کو بھلائی کے نام پر اور اندر سے برائی کی طرف لے جاتے ہیں اور انسان بے سمجھی سے اس پر مائل ہو جاتا ہے۔ اسی سازشی ذہن پر عمل کرتے ہوئے یہودی اور انکے چیلے مزدوروں کو سبق پڑھاتے رہے کہ یہ ملیں اور یہ زمینیں سرمایادار لوگوں نے تمہارے خون پسینے کی کمائی کو ہڑپ کر کے بنائی ہیں اس سے چھین لو اس طرح دو گرپوں میں بے چینی پیدا کر کے دنیا میں آجر اور آجیر کے درمیان لڑائیاں کھڑی کر کے اپنی شیطانی حکومت کی راہیں بنانے کا سامان کرتے ہیں۔ جس بے چینی اور تباہی کو ہم کیمونسٹ دنیا میں دیکھ چکے ہیں۔

یہاں تک اسلام کا تعلق ہے وہ آجر اور آجیر کے درمیان حقوق اور فرائض کا کہتا ہے کہ اگر کسی نے حلال طریقے سے مل یا زمین بنائی ہے تو کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس سے چھینے یا اس پر ناجائز طریقے سے قبضہ کر لے دوسری طرف مزدور کے لیے کہا گیا ہے کہ اسے مالک کی ملکیت کا محافظ بننا چاہیے اور مالک کو کہا گیا ہے کہ مزدور کی جائز مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دی جائے۔ آجر اور آجیر دونوں کے لیے کہا گیا کام شروع کرنے سے پہلے مزدوری طے کر لینا زیادہ بہتر ہے نہ کہ مزدوری کے بعد مالک اپنی کی مرضی سے اُجرت دے۔ آجکل جدید حکومتوں میں آجر اور آجیر کے درمیان معاملات طے کرنا ان کا کام ہے۔ مزدور کے لیے مستقل کمیشن کا کام ہے کہ

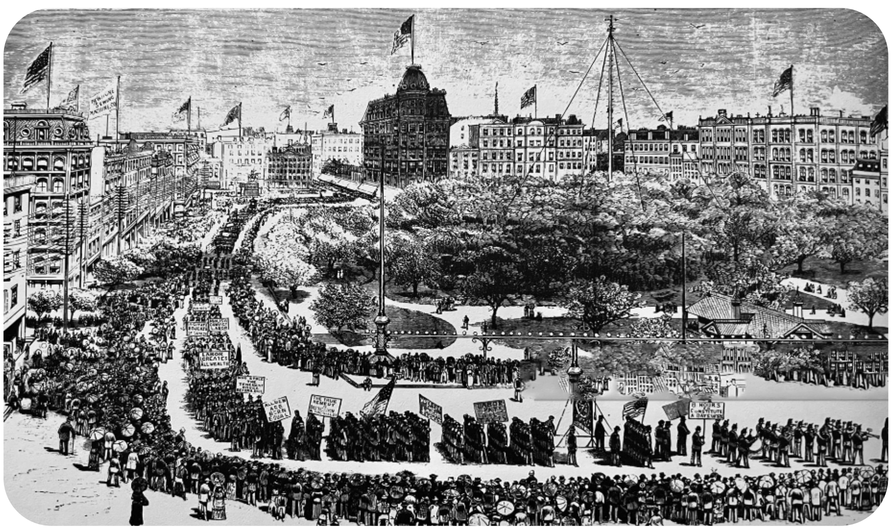

مہنگائی کے بڑھنے کے ساتھ مزدوروں کے معاوضے میں بھی اضافہ تجویز کرے اور حکومت اس پر باقائدگی سے عمل کرائے تاکہ آجر اور آجیر دونوں کے حقوق ادا ہو سکیں اور دونوں مل کے ملک کی ترقی کے لیے کام کریں مگر دیکھا گیا ہے کہ پاکستان کے قیام سے چھ لیبر پالیسیاں تشکیل پا چکی ہیں مگر مزدور کی حالت نہ سدھری۔ اس کی وجہ ملک میں اسلامی آئین پر عمل نہ کرنا ہے جس ملک میں اسلامی ماحول ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ خدا ترسی کا ماحول اسلامی تربیت سے پروان چڑھ سکتا ہے۔ دولت مندوں کو قرآن میں بیان کردہ قارون کی دولت کا بتانے کی ضرورت ہے کہ وہ اس کے کام نہ آسکی سب کچھ اسی دنیا میں رہ جائے گا اس لیے مزدوروں کے جائز حقوق کا سرمایاداروں، صنعت کاروں اور زمین داروں کو خیال رکھنا چاہیے ورنہ یوم حساب میں اللہ کی پکڑ سے بچ نہ سکیں گے اور سزاوار ہوں گے۔ اللہ آخرت کی سزا سے سب مسلمانوں کو بچائے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں جماعت اسلامی کی برادر مزدور تنظیم ''نیشنل لیبر فیڈریشن'' کام کر رہی ہے۔ یہ پاکستان کی سب سے بڑی مزدور فیڈریشن ہے۔ اس کو ترقی دینے میں اس کے بانی صدر شفیع ملک نے انتھک کوششوں سے اسے پروان چڑھایا۔ کراچی میں اب بھی مزدوروں کا ایک ٹریننگ ٹرسٹ شفیع ملک کی نگرانی میں کام کر رہا ہے۔ جب تک پاکستان میں اسلامی نظام حکومت قائم نہیں ہوتا مزدوروں کا استحصال ہوتا رہے گا۔ اس لیے پاکستانیوں کو جماعت اسلامی کے ساتھ مل کر یہ کام کرنا چاہیے تاکہ مزدور کو اس کی مزدور کا حق اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ملنے کی قانون سازی ہو۔ حقدار کو حق ملے اور ملک ترقی کے زینے طے کرتا جائے۔

☆☆☆

اسلام اور سیکولرازم کا تصور "حقوق"

پہلی امت سے آخری امت تک عقائد اور اخلاقیات یکساں ہی رہے ہیں جب کہ معاملات میں تبدیلیاں واقع ہوتی رہی ہیں

گمراہی کا کل سامان اگرچہ ابلیس اپنے ساتھ لایا لیکن سیکولرازم کا باقائدہ آغا حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم سے ہوا

دہرے معیار کی حامل قوم تھی، اس قوم کے لینے کے پیمانے اور دینے کے پیمانے جدا جدا تھے۔ ناپ تول میں کمی کرتی تھی

ڈاکٹر ساجد خاکوانی

دین اسلام کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا۔ کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام اس دنیا میں مبعوث ہوئے، ان سب کا دین بھی اسلام ہی تھا اور ان کے ماننے والے مسلمان کہلاتے تھے۔ "اللہ تعالی نے اس سے قبل بھی تمہارا نام مسلمان رکھا تھا اور اس (قرآن مجید) میں بھی (مسلمان ہی رکھا ہے)، البتہ شریعتیں مختلف تھیں (سورۃ حج، آیت 7 8)۔ ایک وقت میں ایک شریعت نازل ہوتی اور ایک مدت تک اس پر عمل جاری رہتا، حالات وحوائج میں تبدیلی کے باعث انسانی ارتقاء کے نتیجے میں شریعت اسلامیہ میں نسخ واقع ہوجاتا یا پھر نئی شریعت نازل کر دی جاتی لیکن دین وہی رہتا اور اس کی پیروی کل امت پر لازم ہوتی تھی۔ "دین" عقائد اور اخلاقیات کا مجموعہ سمجھا جاتا ہے جب کہ "شریعت" معاملات سے بحث کرتی ہے، چنانچہ پہلی امت سے آخری امت تک عقائد اور اخلاقیات یکساں ہی رہے ہیں جب کہ معاملات میں تبدیلیاں واقع ہوتی رہی ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں معاملات کے لیے "احکامات" کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے پس مختلف شریعتوں میں احکامات مختلف رہے ہیں جیسے بنی اسرائیل کا قبلہ بیت المقدس تھا جب کہ امت مسلمہ کا قبلہ مسجد حرام قرار دے دیا گیا۔ آخری کتاب اور اس کی شریعت نے گزشتہ تمام کتب وشرائع کو منسوخ کر دیا اور اب تا قیامت صرف شریعت محمدی پر عمل ہی باعث نجات ہوگا۔

گمراہی کا کل سامان اگرچہ ابلیس اپنے ساتھ لایا لیکن سیکولرازم کا باقائدہ آغا حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم سے ہوا۔ وہ دہرے معیار کی حامل قوم تھی، اس قوم کے لینے کے پیمانے اور دینے کے پیمانے جدا جدا تھے۔ ناپ تول میں کمی

اس قوم نے ایک بار یہ بھی کہا کہ ترجمہ:"انہوں نے جواب دیا کیا تیری نماز تجھے یہ سکھاتی ہے کہ ہم ان سارے معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے تھے، یا یہ کہ ہمیں اپنے مال میں اپنی مرضی کے مطابق تصرف کرنے کا اختیار نہ ہو، بس تو ہی ایک عالی ظرف اور راست باز آدمی رہ گیا ہے (سورۃ ہود 87)"۔ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مولانا مودودیؒ رقمطراز ہیں:"اس سے یہ بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ زندگی کو مذہبی و دنیاوی دائروں میں الگ الگ تقسیم کرنے کا تخیل آج کوئی نیا تخیل نہیں ہے، بلکہ آج سے تین ساڑھے تین ہزار برس پہلے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کو اس تقسیم پر ویسا ہی اسرار تھا جیسا آج اہل مغرب اور ان کے مشرقی شاگردوں کو ہے

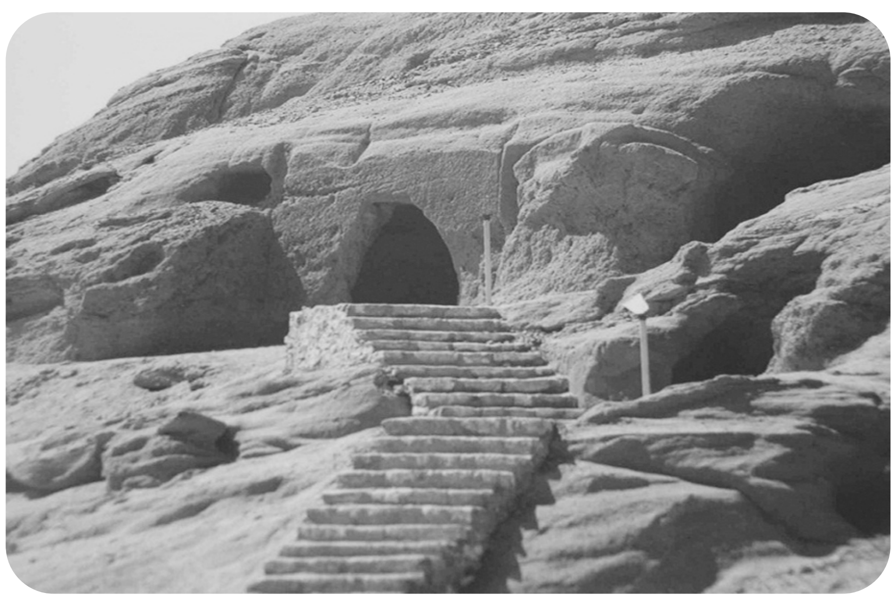

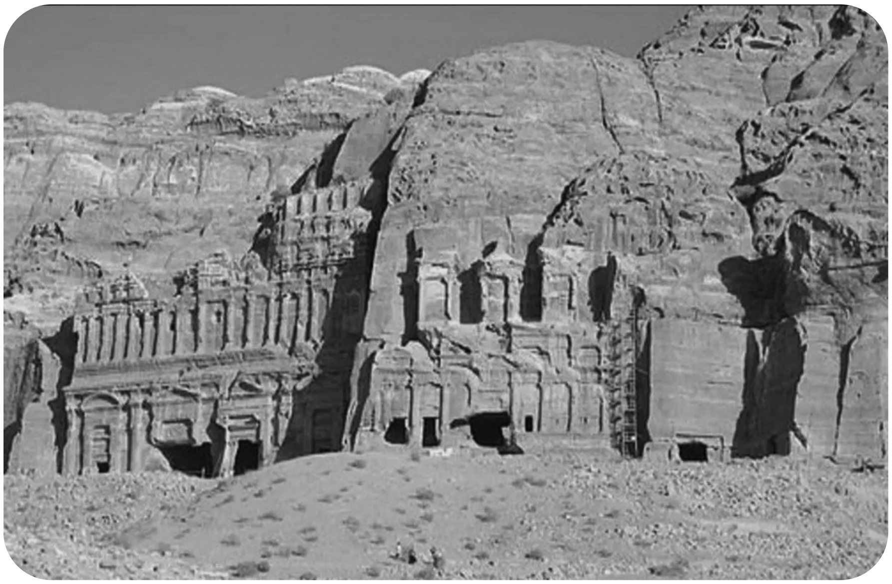

کرتی تھی جب کہ مال لیتے ہوئے پوراتول لیتے تھے اورفروخت کرتے ہوئے کم تولتے تھے۔حضرت شعیب علیہ السلام نے ان سے کہاَ ترجمہ "لہٰذا وزن اور پیمانے پورے کرواورلوگوں کوان کی چیزوں میں گھاٹا نہ دواورزمین میں فساد برپانہ کرواسی میں تمہاری بھلائی ہے اگرتم واقعی مومن ہو"(سورہ اعراف85)۔اس قرآنی کا آخری حصہ سے گمان ہوتا ہے کہ قوم شعیب اہل ایمان میں سے تھی یعنی مسلمان تھی لیکن گمراہ ہوچکی تھی اورقرآن مجید میں متعدد مقامات پرحضرت شعیب علیہ السلام اوران کی قوم کے درمیان جومکالمات نقل کیے ہیں ان سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ قوم اللہ تعالی سے متعارف تھی۔اس قوم نے ایک بار یہ بھی کہا کہ ترجمہ:"انہوں نے جواب دیا کیا تیری نماز تجھے یہ سکھاتی ہے کہ ہم ان سارے معبودوں کوچھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے تھے،یایہ کہ ہمیں اپنے مال میں اپنی مرضی کے مطابق تصرف کرنے کااختیارنہ ہو،بس توہی ایک عالی ظرف اورراست باز آدمی رہ گیاہےَ(سورۃ ہود87)"۔اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مولانا مودودیؒ رقمطراز ہیں:"اس سے یہ بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ زندگی کومذہبی ودنیاوی دائروں میں الگ الگ تقسیم کرنے کاتخیل آج کوئی نیا تخیل نہیں ہے، بلکہ آج سے تین ساڑھے تین ہزار برس پہلے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کواس تقسیم پرویسا ہی اسرار تھا جیسا آج اہل مغرب اوران کے مشرقی شاگردوں کو ہے"۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کوان کی نماز پڑھنے پرکوئی اعتراض نہ تھا بلکہ اقامت صلوۃ کے منطقی،فطری وشرعی نتیجے میں اقامت دین کے تقاضے پروہ سیخ پا ہوجاتے تھے اوراپنے نبی علیہ السلام سے کہتے تھے تم جتنی نمازیں چاہو پڑھولیکن تمہاری نمازکو ہمارے معاملات زندگی سے کیاعلاقہ؟؟؟۔انہوں نے سیکولرازم کی فکر کے عین مطابق خداکومسجدمیں بندکردیا تھااورکاروبارحیات کواپنی من مرضی،اپنے تجربے،اپنے مفاداور صرف دنیاوی منافع کی بنیاد پرچلانا چاہتے تھے۔ان کی تجارت میں خشیت الٰہی،فکرآخرت،بنیادی انسانی اخلاقیات اورمفادعامہ کاکوئی تصورنہیں تھا۔قوم شعیب نے کاروبارتجارت سے خدا کو بے دخل کیا تھااوراپنے پیش روؤں کی اتباع میں آج کے سیکولرازم نے مذہب کوذاتی معاملہ قراردے کرپارلیمان،تھانہ،کچہری،عدالت،نظام تعلیم اورکل سماجی اداروں اوراجتماعی معاملات سے خداکوبےدخل کردیا ہے۔

حقوق کی اصطلاح کواسلام نے اپنی تعلیمات میں بکثرت استعمال کیا ہے جیسے ترجمہ:"اوران کے مالوں میں حق ہے سائل اورمحروم کے لیے (زاریات 19)''۔یہ اصطلاح خالصتاً دینے کے معانی میں استعمال کی گئی ہے،یعنی حقوق کوادائیگی کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔پورے قرآن و حدیث اوراسلامی کتب میں جہاں جہاں بھی حقوق کالفظ استعمال ہوا ہے اس میں دینے کے معانی،ادائیگی کاتصور،اہل حق تک پہنچانے کی فکراورعدم ادائیگی کے نتیجے میں وعیدخداوندی کاخوف دامن گیرہے۔والدین کے حقوق،اولاد کے حقوق،پڑوسیوں کے حقوق،غیرمسلموں کے حقوق،یتیموں،مسکینوں،غریبوں،بیواؤں اورمسافروں کے حقوق وغیرہ کاذکرکرتے ہوئے اللہ تعالی اوراس کے دین و شریعت کاتقاضاہے کہ ان تک ان کے حقوق پہنچائے جائیں۔اس تصور کے برعکس حقوق مانگنے،طلب کرنے اوران پراسرارکرنے کو قرآن مجیدنے سخت ناپسند کیا ہے۔ترجمہ:"خاص طور پر مدد کے مستحق تووہ تنگ دست لوگ ہیں جواللہ تعالی کے کام میں ایسے گھرگئے کہ اپنی ذاتی

جب کہ سیکولرازم نے حقوق کے باب میں وصول کرنے، چھیننے،ضبط کرنے اور لینے کا کام سکھایا ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کرسیکولرازم نے سکھایا ہے کہ حقوق مانگنے سے نہیں ملتے بلکہ چھیننے سے ملتے ہیں۔''لڑاؤ اورحکومت کرو" کے مصداق حقوق کے نام پر معاشرے میں ایک فساد برپا کردیا ہے اور ہر ہرفرداور ہر ہرطبقہ اپنے حقوق کے لیے سرگرداں ہے اوراپنے حق کی خاطر بیان بازی،مظاہرے، جلسے جلوس، ہڑتالیں،دھرنے اورجلاؤ گھیراؤ،ماردھاڑ، چھینا جھپٹی اور بدعنوانی کے سبق پڑھائے جاتے ہیں

اسلام نے فرائض کے نام پر معاشرے کے سب طبقات کو ایک مقام پر جمع کر دیا تھا جب کہ سیکولرازم نے حقوق کے نام پر تمام سماجی اکائیوں کو باہم دست و گریبان کر دیا ہے۔سیکولرازم نے یہاں بھی قوم شعیب کی روش کو تازہ کیا کہ اسلام کی اصطلاح کو دوہرے معیار کے ساتھ اپنایا اور لین دین کے پیمانے مختلف کرڈالے۔اسلام نے نماز کے مقام پر امیر غریب،عالم،جاہل،عوام،حکمران،بڑے چھوٹے وغیرہ سب کو اکٹھا کر دیا اور تسلسل و تواتر کے ساتھ نماز سے متصل زکوۃ کا حکم دیا تا کہ گھر سے نکلیں اور مستحقین تک ان کا حق پہنچائیں،اسی طرح روزہ،حج اور قتال سب فرائض میں کل طبقات جمع ہیں اور بالتاکید عدل اجتماعی کے ساتھ جمع ہیں

کسب معاش کے لیے زمین میں کوئی دوڑ دھوپ نہیں کر سکتے،ان کی خودداری دیکھ کر ناواقف آدمی گمان کرتا ہے کہ یہ خوش حال ہیں۔مگر وہ ایسے لوگ نہیں ہیں کہ لوگوں کے پیچھے پڑ پڑ کر کچھ مانگیں،ان کی اعانت میں جو کچھ مال تم خرچ کرو گے وہ اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہ رہے گا۔"(سورۃ بقرہ273)

جب کہ سیکولرازم نے حقوق کے باب میں وصول کرنے، چھیننے،ضبط کرنے اور لینے کا کام سکھایا ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر سیکولرازم نے سکھایا ہے کہ حقوق مانگنے سے نہیں ملتے بلکہ چھیننے سے ملتے ہیں۔"لڑاؤ اور حکومت کرو" کے مصداق حقوق کے نام پر معاشرے میں ایک فساد برپا کر دیا ہے اور ہر ہر فرد اور ہر ہر طبقہ اپنے حقوق کے لیے سرگرداں ہے اور اپنے حق کی خاطر بیان بازی،مظاہرے،جلسے جلوس،ہڑتالیں،دھرنے اور جلاؤ گھیراؤ،مار دھاڑ،چھینا جھپٹی اور بدعنوانی کے سبق پڑھائے جاتے ہیں۔ خدا سے تعلق ہی دراصل انسانی باہمی رواداری،محبت،ایثار اور صلہ رحمی کا باعث بنتا ہے اور جب خدا کو صرف مسجد،مندر،کلیسا اور صومعہ وغیرہ میں بند کر دیا جائے تو پھر ہر انسان دوسرے کے لیے فرعون،قارون اور ابوجہل بن جاتا ہے اور چاہتا ہے کل مخلوق اس کے آگے سربسجود رہے۔

اسلام نے فرائض کے نام پر معاشرے کے سب طبقات کو ایک مقام پر جمع کر دیا تھا جب کہ سیکولرازم نے حقوق کے نام پر تمام سماجی اکائیوں کو باہم دست و گریبان کر دیا ہے۔سیکولرازم نے یہاں بھی قوم شعیب کی روش کو تازہ کیا کہ اسلام کی اصطلاح کو دوہرے معیار کے ساتھ اپنایا اور لین دین کے پیمانے مختلف کرڈالے۔اسلام نے نماز کے مقام پر امیر غریب،عالم،جاہل،عوام،حکمران،بڑے چھوٹے وغیرہ سب کو اکٹھا کر دیا اور تسلسل و تواتر کے ساتھ نماز سے متصل زکوۃ کا حکم دیا تا کہ گھر سے نکلیں اور مستحقین تک ان کا حق پہنچائیں،اسی طرح روزہ،حج اور قتال سب فرائض میں کل طبقات جمع ہیں اور بالتاکید عدل اجتماعی کے ساتھ جمع ہیں۔اس کے برعکس سیکولرازم کی پہلی سیڑھی پر ہی جب انتخابات ہوتے ہیں تو پیش کرنے والی خودساختہ قیادت عوام کو ان کے فرائض باور کرانے کی بجائے ان کے حقوق کے علمبردار اور ان کے حقوق کے محافظ اور ان کے حقوق کی خاطر لڑنے والے اور ان کے حقوق کے نگہبان بن کر آتے ہیں اور جس طرح حضرت شعیب علیہ السلام نے تنبیہ کی تھی کی تمہاری یہ روش زمین میں فساد کی باعث ہوگی آج وہی نقشہ کرہ ارض پر بخوبی دیکھا جاسکتا ہے کہ زمین ظلم سے بھر گئی ہے۔پس جس طرح قوم شعیب اپنے بدترین انجام کو پہنچی تھی اسی طرح آج کا سیکولرازم بھی پس دیوار فردا اپنے بدترین انجام کو پہنچا چاہتا ہے اور بس خاور خطبہ حجۃ الوداع طلوع ہونے کو ہے،ان شاءاللہ تعالیٰ۔

☆☆☆

ڈاکٹر ساجد خاکوانی معروف صحافی، دانشور اور استاد ہیں، کشمیرالیوم کیلئے مستقل بنیادوں پر بلا معاوضہ لکھتے ہیں۔

پلوامہ سازش بے نقاب

عمر فاروق

یہ 14 فروری 2019 کا دن ہے جب مقبوضہ کشمیر کشمیر کے جنوبی ضلع پلوامہ میں لیت پورہ ہائی وے پر پلوامہ کے قریب ایک خودکش حملے کی خبر آ آتی ہے۔ اس حملے میں 40 سے زائد فوجی ہلاک ہوجاتے ہیں 78 بسوں پر مشتمل اس فوجی قافلے میں شامل نیم فوجی دستے مقبوضہ کشمیر میں تعیناتی کے لیے جا رہے تھے۔

اس حملے سے چند روز پہلے بھارت میں اگلے انتخابات کی مہم زوروں پر تھی، رائے عامہ کے جائزوں میں بتایا گیا تھا کہ اقتصادی بدحالی اور ملک میں امن عامہ کی بگڑتی صورت حال کے پیش نظر بھارتیہ جنتا پارٹی کی مقبولیت میں کمی آئی ہے اور اور وہ دوبارہ اقتدار میں نہیں آسکے گی۔ بلکہ بھارت میں ایک بار پھر ایک معلق پارلیمان وجود میں آئے گی۔ مگر جوں ہی پلوامہ حملہ ہوا تو حالات نے اچانک ایسا پلٹا کھایا کہ بی جے پی کو بڑی کامیابی ملی۔ جبکہ یہ ریکارڈ پر موجود ہے کہ کشمیریوں نے پہلے دن سے خبردار کیا تھا کہ ایسا کوئی حادثہ ضرور ہوگا جو بی جے پی کی شکست کو جیت میں بدل دے گا۔ اور یہی ہوا کہ پلوامہ واقعہ مودی کے لیے خوشی کا پیغام لے کر آیا۔

مقبوضہ کشمیر کے اس وقت کے گورنر ستیہ پال نے اب مودی کی لنکا ڈھائی ہے انھوں نے کہا مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے خود اس دن مودی کو بتایا تھا جب انہوں نے مجھے فون کیا تو میں نے ان سے کہا کہ یہ ہماری غلطی سے ہوا ہے تو انھوں نے ہمیں چپ رہنے کے لیے کہا۔ ہم نے ایک دو چینل سے یہ بات کہی تھی لیکن انھوں نے کہا کہ یہ ہماری چیز ہے ہمیں بولنے دو تم چپ رہو۔ انھوں نے کہا کہ اجیت ڈوول نے بھی مجھے کہا، آپ مت بولیے آپ چپ رہیے۔ مجھے تب ہی اندازہ ہوگیا تھا کہ حکومت کا مقصد اس حملے کا الزام پاکستان پر لگا کر انتخابی فوائد حاصل کرنا ہے۔

مقبوضہ کشمیر کے اس وقت کے گورنر ستیہ پال نے اب مودی کی لنکا ڈھائی ہے انھوں نے کہا مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے خود اس دن مودی کو بتایا تھا جب انہوں نے مجھے فون کیا تو میں نے ان سے کہا کہ یہ ہماری غلطی سے ہوا ہے تو انھوں نے ہمیں چپ رہنے کے لیے کہا۔ ہم نے ایک دو چینل سے یہ بات کہی تھی لیکن انھوں نے کہا کہ یہ ہماری چیز ہے ہمیں بولنے دو تم چپ رہو۔ انھوں نے کہا کہ اجیت ڈوول نے بھی مجھے کہا، آپ مت بولیے آپ چپ رہیے۔ مجھے تب ہی اندازہ ہوگیا تھا کہ حکومت کا مقصد اس حملے کا الزام پاکستان پر لگا کر انتخابی فوائد حاصل کرنا ہے

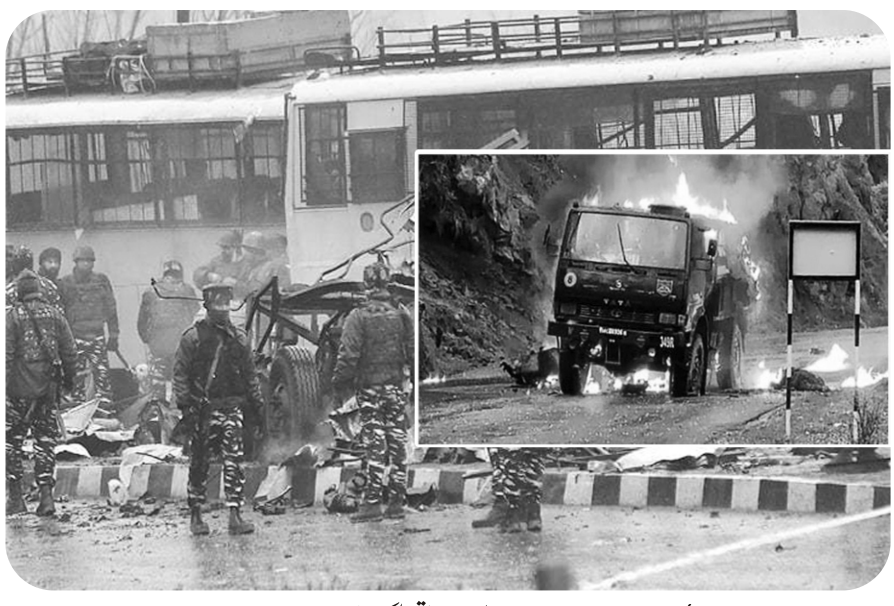

انڈیا کی ہندو قوم پرست جماعت مہاراشٹر نو نرمان سینا کے سربراہ راج ٹھاکرے نے بھی اس وقت دعوی کیا تھا کہ اگر پلوامہ کے حملے کے بارے میں قومی سلامتی کے مشیر اجیت ڈوول سے پوچھ گچھ کی جائے تو اس حملے کی پوری حقیقت عیاں ہو جائیگی۔ راج ٹھاکرے نے ہلاک ہونے والے انڈین سیکورٹی اہلکاروں کو 'سیاسی مظلوم' قرار دیتے ہوئے کہا تھا کہ ہر حکومت اس طرح کی صورتحال تخلیق کرتی ہے لیکن مودی کی حکومت میں یہ کچھ زیادہ ہی ہوتا ہے۔

انڈیا کی طرف سے زہر افشانی اور پروپیگنڈا کے بعد بھی یہ ثابت ہوگیا کہ پلوامہ حملہ یہ انڈیا کی پہلے سے سوچی سمجھی سازش تھی۔ مودی نے اس حملے کی آڑ میں کئی مقاصد حاصل کیے۔ الیکشن میں کامیابی کے ساتھ پاکستان کے خلاف عالمی سطح پر منظم پروپیگنڈہ کیا، اس حملے کے صرف ایک ماہ بعد ہی حریت کانفرنس کی اکائیوں لبریشن فرنٹ اور جماعت اسلامی کو کالعدم قرار دیا گیا، ان کے دفاتر بند ہوگئے اور درجنوں رہنماؤں کو قید کر دیا گیا۔ اس حملے کے پانچ ماہ بعد باقاعدہ پلان کے تحت مقبوضہ کشمیر میں آرٹیکل 370 اور 35/A کو ختم کر کر دیا گیا۔

فالس فلیگ آپریشن جنگی حکمت عملی کا ایک حصہ ہوتا ہے اور اس سے مراد ایک ایسا دہشتگردانہ حملہ ہے جو کوئی ملک یا ایجنسی اپنے ہی عوام یا سرزمین کے خلاف کرتی ہے تاکہ دشمن ملک یا ایجنسی کو

اس کے لیے مورد الزام ٹھہرا سکے اور اس حملے کو بنیاد بناتے ہوئے دشمن ملک کے خلاف جارحانہ حکمت عملی اپنا سکے۔انڈیا کی تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے۔

انڈیا نے20مارچ2000میں امریکی صدر بل کلنٹن کے انڈیا اور پاکستان کے دورے کے دوران کشمیر کے ضلع اننت ناگ کے علاقے چھٹی سنگھ پورہ میں 35 سکھوں کو قتل کر کے اس کا الزام کشمیری مجاہدین اور پاکستان پر لگا دیا بعد میں پتہ چلا کہ وہ خود ان کی فوج اور ان کی انٹیلی جنس کا کیا دھرا تھا جبکہ امریکہ کی پہلی خاتون وزیر خارجہ میڈلین البرائٹ نے بھی اپنی کتاب میں انکشاف کیا کہ کلنٹن کو چٹی سنگھ پورہ واقعے میں ہندو انتہا پسندوں کا ہاتھ ہونے کا شبہ تھا۔کلنٹن نے کہا تھا کہ اگر وہ بھارت کا سفر نہ کرتے تو چھٹی سنگھ پورہ متاثرین زندہ ہوتے۔

انڈیا نے20 مارچ2000 میں امریکی صدر بل کلنٹن کے انڈیا اور پاکستان کے دورے کے دوران کشمیر کے ضلع اننت ناگ کے علاقے چھٹی سنگھ پورہ میں 35 سکھوں کو قتل کر کے اس کا الزام کشمیری مجاہدین اور پاکستان پر لگا دیا بعد میں پتہ چلا کہ وہ خود ان کی فوج اور ان کی انٹیلی جنس کا کیا دھرا تھا جبکہ امریکہ کی پہلی خاتون وزیر خارجہ میڈلین البرائٹ نے بھی اپنی کتاب میں انکشاف کیا کہ کلنٹن کو چٹی سنگھ پورہ واقعے میں ہندو انتہا پسندوں کا ہاتھ ہونے کا شبہ تھا۔کلنٹن نے کہا تھا کہ اگر وہ بھارت کا سفر نہ کرتے تو چٹی سنگھ پورہ متاثرین زندہ ہوتے

اسی طرح2019میں ایک این جی او نے اپنی رپورٹ مقبوضہ کشمیر میں7000 سے زائد اجتماعی قبروں کا انکشاف کیا جس میں ہزاروں کشمیریوں کو شہید کر کے دفن کیا گیا تھا۔بعد میں ثابت ہوا کہ بھارتی فوج کے افسران نے ایوارڈ لینے کے لیے بے گناہ لوگوں کو مارا۔18فروری2007 کو سمجھوتہ ایکسپریس میں دھماکے سے 68 افراد ہلاک ہوئے،جن میں سے 44 پاکستانی تھے۔اس حملے کا الزام بھی بھارت نے پاکستان پر لگایا مگر حملے کے ملزم آسیم آنند نے عدالت میں اعتراف کیا کہ ہندو انتہا پسند جماعت راشٹریہ سیوک سنگھ اس میں ملوث ہے۔

مزید یہ کہ مہاراشٹر کے پولیس انسپکٹر جنرل ہیمنت کرکرے نے تحقیقات سے اس واقعے کو "ہندوتوا دہشت گردی" یا" زعفرانی دہشت گردی" قرار دیا تھا۔مگر بعد ازاں کرکرے کو2008 کے ممبئی آپریشن کے دوران نشانہ بنا کر ہلاک کر دیا گیا۔جس کے بعد ان کی بیوہ نے الزام لگایا کہ سارا آپریشن را اور انڈین آرمی کے افسر کرنل پروہیت نے کیا۔دسمبر2001 میں انڈیا کی پارلیمنٹ پر حملے کا الزام بھی پاکستان پر عائد کیا گیا اور اس میں کشمیری رہنما افضل گرو کو ناحق طریقے سے پھانسی دی گئی اور اس حوالے سے انڈیا کی سپریم کورٹ نے اپنے فیصلے میں لکھا کہ افضل گرو کو پھانسی دی جائے تا کہ انڈیا کا ضمیر مطمئن رہے۔

مودی بھارتی افواج کو سیاسی ہتھیار کے طور پر استعمال کر رہا ہے تا کہ مستقبل میں پھر کوئی ڈرامہ رچا سکے۔مودی سرکار انتہا پسند ہندو نظریات رکھنے والے فوجی افسران کو مسلسل ترقیاں دے رہا ہے۔اس وقت 4 ریٹائرڈ فوجی افسران گورنر اور لیفٹیننٹ گورنر کے عہدوں پر فائز ہیں۔آپریشن پراکرم2002 میں حصہ لینے والے لیفٹیننٹ جنرل ریٹائرڈ پرنائیک کو16 فروری 2023 میں اروناچل پردیش کا گورنر لگا دیا گیا۔لیفٹیننٹ جنرل ریٹائرڈ پرانائیک پر 2009 میں فراڈ کے ذریعے راجستھان میں 12 ایکڑ زمین ہتھیانے کا الزام بھی ہے۔سرینگر میں واقع15 کور کمانڈ کرنے اور کشمیریوں پر ظلم ڈھانے والے لیفٹیننٹ جنرل ریٹائرڈ گرمیت سنگھ کو ریاست اتر کھنڈ کا گورنر لگا دیا گیا۔بحر ہند میں بڑھتی امریکی دلچسپی کے پیشِ نظر 2017 میں انڈیمان اور نائیکوبار کا گورنر ایڈمرل ریٹائرڈ DK جوشی کو لگا دیا گیا۔فروری2023 میں پاکستان کے خلاف نفرت انگیز خیالات رکھنے والے بریگیڈیئر ریٹائرڈ BD مشرا کو لداخ کا لیفٹیننٹ گورنر لگا دیا گیا۔چاروں گورنروں کی سیاسی وابستگی بی جے پی سے ہے اور پاکستان کے خلاف انتہا پسند نظریات کے مالک ہیں۔ستمبر 2016 میں جعلی سرجیکل سٹرائیکس کا اعلان کرنے والے لیفٹیننٹ جنرل ریٹائرڈ رنبیر سنگھ کو انعام کے طور پر2018 میں کمانڈر ناردرن کمانڈ لگا دیا گیا۔

اپریل2019 میں اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ یوگی ادیتیا ناتھ نے دعویٰ کیا تھا کہ بھارتی سینا درحقیقت مودی سینا ہے۔2016 میں نریندر مودی نے بپن راوت کو دو سینئر افسران پر ترقی دے کر آرمی چیف نامزد کیا۔بپن راوت کے RSS کے سربراہ موہن بھگوت سے دیرینہ اور قریبی تعلقات تھے۔بی جے پی کا کھل کر سیاسی ساتھ دینے پر جنرل بپن راوت کو جنوری 2020 میں چیف آف ڈیفنس سٹاف تعینات کر دیا گیا تھا۔2015 میں بپن راوت کی زیر کمان 3 کور نے میانمار میں سرجیکل سٹرائیکس کا دعویٰ کیا تھا۔2018 کشمیر میں فوجی گاڑی پر فاروق احمد ڈار کو باندھنے والے میجر گگوئی کا بپن راوت نے کھل کر دفاع کیا تھا۔2017 میں دوکلم بارڈر پر چائنہ کے خلاف اور2019 میں بالاکوٹ سرجیکل سٹرائیکس کا ڈرامہ رچا کر مودی کو سیاسی فائدہ پہنچایا گیا۔

بھارت میں اگلے سال الیکشن ہے جبکہ مودی نے امسال جی 20 کا اجلاس کشمیر منعقد کرنے کا اعلان کر رکھا ہے مسلسل اس خدشے کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ مودی تیسری مرتبہ وزیر اعظم بننے کی ہوس اور اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنے کے لیے جی20 کے اجلاس کے موقع پر پاکستان کے خلاف ایک اور فالس فلیگ آپریشن کر کے عالمی برادری کو گمراہ کر سکتا ہے اس لیے ہمیں بیداری کا ثبوت دینا ہوگا اور مودی کی چالوں کا بھرپور جواب دینا ہوگا۔

☆☆☆

تحریک مزاحمت کا انمول سرمایہ

اعجاز نازکی

تحریک آزادی کشمیر کے روح رواں کمانڈر بشیر احمد عرف امتیاز عالم شہید کر دیئے گئے۔ آپؒ تحریک مزاحمت کا انمول سرمایہ تھے۔ ہندسامراج کے خلاف نوے کی دہائی سے جہد مسلسل میں مصروف تھے۔ آپ علیہ رحمہ کا شمار اولین صف شکن کمانڈران میں ہوتا ہے۔ ریاست جموں وکشمیر کے طول وعرض میں دشمن ہندوسامراج کے درندہ صفت فورسز کو آپ نے ورطہ حیرت میں ڈال رکھا تھا۔ میدان جنگ میں آپ ایک عظیم سپہ سالار کی حیثیت سے قیادت کرتے رہے۔ سرحدی حدود کے آر پار تحریک مزاحمت کو پروان چڑھانے میں آپ نے زندگی صرف کر دی۔ پچیسویں دفعہ آر پار گئے اور تحریک مزاحمت کے صفوں کو مضبوط کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ آپ صحابہ رضی اللہ علیہم اجمعین کی تحریک کا خلاصہ تھے۔ آپ اعلیٰ تربیت اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ مرحوم جنرل پرویز مشرف کے دور اقتدار میں جب تحریک مزاحمت کو رول بیک کرنے کے شازش کی گئی تو پاکستان کے اقتدار اعلیٰ سے آپ نے شدید اختلاف کیا ایک طرف یہود وہنود نصرانی مملکت خداداد پاکستان کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے درپے دوسری جانب ہندو سامراج امریکی اتحاد کا حصہ بن کر اسلامی مدافعتی تحریکوں کا قلع قمع کرنے کے لئے بدمست قوت بروئے کار لائے تھے۔ صدر جنرل پرویز مشرف مرحوم انتظامیہ کو شدید دباو کا سامنا تھا۔ انہیں ہاں یا ناں کی مہلت دی گئی تھی۔ امریکی انتظامیہ اسرائیل، ہندوسامراج تحریک اسلامی کے پھلنے پھولنے سے خائف تھی۔ 57 اسلامی ممالک کے ہوتے ہوئے بھی عراق، افغانستان پاکستان اور تحریک آزادی کو لپیٹنے کے لئے منصوبے بنائے گئے امریکہ اور اس کے اتحادی 20 برس اسلامی مدافعتی تحریکیں کچلنے کی درپے تھے۔ پاکستان کے اقتدار اعلیٰ کو تحریک آزادی کشمیر کا برقرار رکھنا انتہائی مشکل تھا لیکن انہوں نے اپنا دفاع جیسے تیسے قائم رکھا۔ افغانستان جنگ کا اکھاڑہ بنا رہا جہاں افغانیوں کے بغیر کسی اور ملک کے قدم جمانے ممکن نہیں تھے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اب تک سرزمین افغان کو بیس لاکھ شہداء نے سیراب کر رکھا ہے اور ہندوستان لے کر ریاست جموں وکشمیر میں 1947ء تک بھی بیس لاکھ مسلمان شہید کیے جا چکے ہیں۔ ہم نے چونکہ ہمیشہ اقوام متحدہ کی طرف دیکھا لیکن اقوام متحدہ مسلمانوں کی حالت

زار پر فرضی قراردادیں پاس کرنے کے سوا کچھ نہ کرسکی۔ شہید کمانڈر امتیاز عالم کی شہادت عظیم ہے جو پاکستانی اقتدار اعلیٰ کے لئے بھی لمحہ فکریہ ہے۔ باوثوق ذرائع سے پتہ چلا ہے کہ دو دہشت گرد جو اکثر چوری اور ڈکیتوں میں ملوث پائے گئے ہیں

انہیں اس کاروائی کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ امتیاز عالم کو بارہا متنبہ بھی کیا گیا کہ کسی بھی وقت ان کے علاقے کی حدود میں بھیانک حادثے کا سامنا ہوگا۔ اس سانحہ سے سب کے دل زخمی ہوئے۔ انہیں شہداء کے قبرستان میں سپر خاک کیا گیا۔ ہزاروں لوگوں نے ان کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ سب کی آنکھیں نم تھیں۔ سب زار وقطار گریہ وزاری کر رہے تھے۔ آزاد کشمیر جسے تحریک آزادی کا بیس کیمپ کہا جاتا ہے یہاں اس واقعہ کا وقوع پزیر ہونا المیہ ہے۔ شہید امتیاز عالم دشمن سامراج ہند کی آنکھوں میں بری طرح کھٹک رہے تھے۔ آپ علیہ رحمہ کے والد محترم اور بھائی نوے کی دہائی میں ہی ریاستی دہشت گردی کا نشانہ بنایا گیا تھا دشمنان دین اسلامی مدافعتی قوتوں کے مدمقابل اپنے محاذ کھولے ہوئے ہیں۔ لیکن مسلم سربراہ جہاد فی سبیل اللہ سے جی چرا رہے ہیں۔ اللہ کے ہاں عدل ہے 57 اسلامی ممالک کے ہوتے ہوئے محکوم اور مظلوم مسلمانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹا جا رہا ہے۔ اور اسلامی قوتیں اپنے لئے آسانیاں اور مظلوموں اور محکموں کے ناموں پر مال وجائیداد اکھٹی کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ جہاد ایک کسوٹی ہے اور تم نہ اٹھو گے۔ تم نہ سمجھو گے اللہ کسی اور قوم اس کے لئے مقرر کرلے گا اور تم اللہ کو کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔ اللہ تعلیٰ شہید امتیاز عالمؒ کے درجات بلند فرمائے۔ مجھے یقین کامل ہے کہ ان کا خون تحریک آزادی کے دشمنوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے میں کلیدی کردار ادا کرے گا، ان شاءاللہ

مسلمان اور باطل کی مزاحمت کی تاریخ

کلمہ طیبہ باطل کی مزاحمت کا سب سے بڑا استعارہ ہے

مجدد الف ثانیؒ جیسے ایک صوفی کی مزاحمت نے برصغیر میں اسلام کی سربلندی کی راہ ہموار کردی

اکبر اور اقبال نے مغرب اور باطل کی مزاحمت کا یہ کام شاعری میں کیا۔ مولانا مودودی نے وہی کام نثر میں کیا

سید مودودی نے واضح کیا کہ یہ شریعت بزدلوں اور نامردوں کے لیے نہیں اتری ہے

شاہنواز فاروقی

اسلام اور باطل کی مزاحمت ہم معنی الفاظ ہیں۔ اسلام کا پہلا کلمہ یعنی کلمہ طیبہ باطل کی مزاحمت کا سب سے بڑا استعارہ ہے۔ یہ کلمہ لاالہ سے شروع ہوتا ہے۔ اس کلمے کا ترجمہ ہے۔۔۔ نہیں ہے کوئی خدا سوائے اللہ کے اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ جیسا کہ ظاہر ہے یہ کلمہ تمام جھوٹے خداؤں کے انکار سے شروع ہو رہا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی مسلمان جب تک تمام جھوٹے خداؤں کا انکار نہ کردے اس وقت تک وہ الا اللہ کہنے کا حق ادا نہیں کرسکتا۔ اس کا مفہوم یہ ہوا کہ مسلمانوں کی مذہبی زندگی کا آغاز ہی مزاحمت سے ہوتا ہے۔ قرآن کا ایک نام فرقان ہے۔ یعنی حق و باطل میں فرق کرنے والا۔ اس کا مفہوم یہ ہوا کہ اگر کوئی مسلمان حق و باطل میں فرق نہیں کرتا تو وہ مسلمان کہلانے کا مستحق ہی نہیں۔ اس لیے کہ مسلمان صرف حق و باطل میں فرق کرکے نہیں رہ جاتا۔ پھر وہ باطل پر حق کی بالادستی کا اعلان بھی کرتا ہے۔ پھر وہ حق کی قوت سے باطل کو مٹا کر بھی دکھاتا ہے۔ یعنی قرآن مجید فرقان حمید بھی ایک اعتبار سے کتاب مزاحمت ہے۔ آپ انبیا و مرسلین کی زندگی پر غور کریں۔ ان مقدس زندگیوں کا محوری نکتہ حق کا اعلان اور باطل کی مزاحمت ہے۔ سیدنا ابراہیمؑ ایک فرد تھے۔ ان کے پاس کوئی فوج اور کوئی ریاست نہیں تھی۔ ان کے ساتھ کوئی قوم کیا ایک جماعت تک نہ تھی مگر انہیں حکم ہوا کہ وہ نمرود کی خدائی کا انکار کریں اور سیدنا ابراہیمؑ نے نمرود کی خدائی کا انکار کیا۔ سیدنا نوحؑ بھی ایک فرد تھے۔ ان کے پاس بھی حکومت اور ریاست کی قوت نہیں تھی۔ سیدنا نوحؑ نے ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی اور صرف 60 لوگ ایمان لائے۔ یہاں تک کہ سیدنا نوحؑ کے بیٹے نے بھی آپ پر ایمان لانے سے انکار کردیا مگر اس کے باوجود سیدنا نوحؑ ساڑھے نو سو سال تک کفر اور شرک کی مزاحمت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ طوفان نوحؑ برپا ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے سیدنا نوحؑ

سیدنا نوحؑ نے ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی اور صرف 60 لوگ ایمان لائے۔ یہاں تک کہ سیدنا نوحؑ کے بیٹے نے بھی آپ پر ایمان لانے سے انکار کردیا مگر اس کے باوجود سیدنا نوحؑ ساڑھے نو سو سال تک کفر اور شرک کی مزاحمت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ طوفان نوحؑ برپا ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے سیدنا نوحؑ کی نافرمان قوم کو صفحہ ہستی سے مٹادیا۔ سیدنا موسیٰؑ کے پاس بھی سیاسی اور عسکری طاقت نہیں تھی۔ صرف سیدنا ہارونؑ آپ کے مددگار تھے۔ اس کے باوجود سیدنا موسیٰؑ کو حکم ہوا کہ وہ فرعون کی مزاحمت کریں اور آپ نے فرعون کی مزاحمت کی

کی نافرمان قوم کو صفحہ ہستی سے مٹادیا۔ سیدنا موسیٰؑ کے پاس بھی سیاسی اور عسکری طاقت نہیں تھی۔ صرف سیدنا ہارونؑ آپ کے مددگار تھے۔ اس کے باوجود سیدنا موسیٰؑ کو حکم ہوا کہ وہ فرعون کی مزاحمت کریں اور آپ نے فرعون کی مزاحمت کی۔ یہاں تک کہ فرعون نے سیکڑوں جادوگر سیدنا موسیٰؑ کے سامنے لاکھڑے کیے۔ مگر سیدنا موسیٰؑ کے ساتھ معجزے کی طاقت تھی چناں چہ معجزے سے جادو کو شکست سے دوچار کیا۔

رسول اکرمؐ کی 13 سالہ مکی زندگی ناتوانی کی زندگی تھی۔ باطل کے پاس عسکری قوت بھی تھی۔ مالی وسائل بھی تھے۔ سماجی قوت بھی تھی۔ اس کے پاس عددی برتری بھی تھی۔ مگر رسول اکرمؐ کو حکم تھا کہ وہ باطل کی مزاحمت کریں۔ ایک موقع ایسا آیا کہ باطل نے آپ کو مفاہمت کو مشروط پیشکش کی۔ مگر رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ اگر تم میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند رکھ دو تو بھی حق پرستی سے دستبردار ہونے والا نہیں۔ باطل نے شعب ابی طالب میں تین سال تک رسول اکرمؐ کا محاصرہ کیا مگر رسول اکرمؐ ایک لمحے کے لیے بھی باطل کی مزاحمت سے دستبردار نہیں ہوئے۔ غزوۂ بدر حق و باطل کا فیصلہ کن معرکہ تھا۔ اس معرکے کی اہمیت یہ تھی کہ خود خدا کے رسول نے اپنی دعا میں خدا سے کہا کہ اگر آج سے مٹھی بھر لوگ کامیاب نہ ہوئے تو پھر روئے زمین پر خدا کا نام لیوا کوئی نہ ہوگا۔ اس معرکے کی اہمیت یہ تھی کہ ایک طرف مسلمانوں کا لشکر تھا جس میں صرف 313 لوگ تھے۔ دوسری طرف کفار اور مشرکین کا لشکر جرار تھا جس میں ایک ہزار لوگ شامل تھے۔ مسلمانوں کے پاس چند گھوڑے، چند تلواریں، چند زرہیں تھیں۔ دوسری جانب گھوڑوں، تلواروں، نیزوں اور زرہوں کی فراوانی تھی۔ دراصل خدا اس طاقت کے ہولناک عدم توازن کے ذریعے مسلمانوں کی آزمائش کررہا تھا۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ مسلمان یقینی موت سے خوفزدہ ہوتے ہیں یا نہیں۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ طاقت کا عدم توازن مسلمانوں کو ہراساں کرتا ہے یا نہیں۔ مگر اللہ کے فضل و کرم سے مسلمانوں کے ایمان مضبوط رہے۔ چناں چہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے مسلمانوں کی مدد کی۔ مسلمانوں کی تاریخ میں غزوۂ بدر کی اہمیت یہ ہے کہ مسلمانوں کے تمام اہم عسکری معرکوں پر غزوہ بدر کا سایہ رہا ہے۔ طارق بن زیاد 18 ہزار کا لشکر لے کر اسپین پہنچے تھے۔ ان کے سامنے

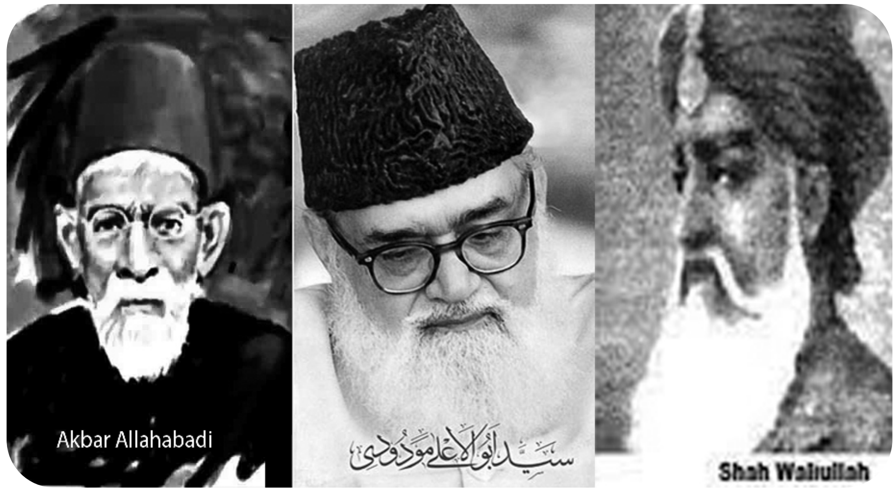

ایک لاکھ فوج کھڑی تھی۔ چنانچہ طارق بن زیاد نے وہ کشتیاں جلوادیں جن پر سوار ہوکر مسلمان اسپین آئے تھے۔ اس اقدام کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان سپاہیوں کے دل میں یہ خیال ہی نہ آئے کہ وہ میدان جنگ سے فرار ہوسکتے ہیں۔ طارق بن زیاد کی یہ حکمت عملی کامیاب رہی اور مسلمانوں کے 18 ہزار کے لشکر نے ایک لاکھ فوج کو زیر کرلیا۔ محمد بن قاسم سندھ فتح کرنے آئے تو ان کے ساتھ 17 ہزار فوجی تھے اور سندھ کا راجا داہر ایک لاکھ کا لشکر لیے کھڑا تھا لیکن محمد بن قاسم نے 17 ہزار فوجیوں کے ذریعے ایک لاکھ کے لشکر کو شکست فاش دی۔ بابر ہندوستان فتح کرنے آیا تو اس کے پاس صرف 8 ہزار فوجی تھے اور اس کے سامنے ایک لاکھ کا لشکر تھا۔ بابر کئی کوششوں کے باوجود حریفوں کو شکست دینے میں ناکام رہا۔ تب بابر نے عہد کیا کہ اب وہ کبھی شراب کو ہاتھ نہیں لگائے گا۔ اس عہد کے بعد بابر نے 8 ہزار فوجیوں کے ذریعے ایک لاکھ کے لشکر کو ہرا کر ہندوستان فتح کرلیا۔

یہ ہندوستان کی تاریخ کا اہم پہلو ہے کہ مغل بادشاہ اکبر نے تمام ادیان کے اصولوں کو ملا کر دین الٰہی کے نام سے ایک نیا دین ایجاد کرلیا تھا۔ اس کے نتیجے میں اسلام پورے برصغیر میں بے یارومددگار ہوگیا تھا۔ اکبر کے اس تجربے کا اثر جہانگیر کے زمانے تک باقی رہا۔ چنانچہ مسلمانوں میں ترک عبادات کا رجحان پیدا ہوگیا تھا۔ دربار میں شعائر اسلام کا مذاق اڑایا جاتا۔ دربار میں بادشاہ کے سامنے سجدہ تعظیمی کا رواج ہوگیا تھا۔ لوگ بادشاہ کے سامنے اس طرح جھکتے جس طرح نماز میں اللہ کے سامنے جھکتے ہیں۔ ہندوؤں کو خوش کرنے کے لیے گائے کے ذبیحے پر پابندی عائد کردی گئی تھی۔ مجدد الف ثانیؒ ایک صوفی تھے مگر انہوں نے اس فضا میں بادشاہت کے خلاف علم بغاوت بلند کردیا۔ جناب مجدد الف ثانیؒ عوام میں مقبول تھے۔ چناں چہ بادشاہ کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں اس کے خلاف بغاوت نہ ہوجائے۔ چنانچہ اس نے مجدد الف ثانیؒ کے آگے ہتھیار ڈال دیے۔ اس نے سجدہ تعظیمی کو ختم کردیا۔ اس نے گائے کے ذبیحے پر عائد پابندی ختم کردی۔ اس طرح ایک صوفی کی مزاحمت نے برصغیر میں اسلام کی سربلندی کی راہ ہموار کردی۔ شاہ ولی اللہ مجدد الف ثانیؒ کی طرح عالم بھی تھے، صوفی بھی اور فاروقی بھی۔ ان کے زمانے میں برصغیر کے مسلمانوں کو یہ مسئلہ لاحق ہوچکا تھا کہ وہ قرآن و حدیث کے علم سے کٹ کر رہ گئے تھے اور عمومی جہل کے خلاف جہاد کیے بغیر مسلمانوں کو قرآن و حدیث سے جوڑ ناممکن نہیں رہ گیا تھا۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ نے قرآن کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ بعدازاں ان کے ایک فرزند نے قرآن کا اردو میں ترجمہ کیا۔ شاہ ولی اللہ نے معاشرے میں قرآن و حدیث کے درس کا سلسلہ قائم کیا۔ شاہ ولی اللہ کے زمانے میں مرہٹوں نے مسلمانوں کا جینا حرام کردیا تھا۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ نے افغانستان کے حکمران احمد شاہ ابدالی کو خط لکھ کر مرہٹوں کی سرکوبی کی درخواست کی۔ احمد شاہ ابدالی نے شاہ ولی اللہ کے خط کی وجہ سے ہندوستان کا رُخ کیا اور مرہٹوں کا زور توڑ دیا۔

اکبر الٰہ آبادی کو لوگ ''مزاحیہ شاعر'' سمجھتے ہیں مگر اکبر ایک عظیم مزاحمتی شاعر تھے۔ اکبر کی عظمت یہ ہے کہ اقبال نے ان کے انتقال پر اکبر کے بیٹے کے نام خط میں لکھا تھا کہ تمہارے والد اتنے بڑے شاعر تھے کہ ایشیا میں ان جیسا کوئی شاعر موجود نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اکبر نے اپنی شاعری سے مغرب کی فکری مزاحمت کا حق ادا کردیا۔ اکبر نے کہا۔

خدا کی ہستی میں شبہ کرنا اور اپنی ہستی کو مان لینا
پھر اس پہ طرہَ اس ادّعا کا کہ ہم ہیں اہلِ شعور ایسے

÷÷

دنیا میں بے خبر ہے جو پروردگار سے
شاید ہے زندہ اپنے ہی وہ اختیار سے

÷÷

منزلوں دور ان کی دانش سے خدا کی ذات ہے
خوردبیں اور دوربیں تک ان کی بس اوقات ہے

÷÷

علومِ دنیوی کی بحر میں غوطے لگانے سے
زباں گو صاف ہوجاتی ہے دل طاہر نہیں ہوتا

÷÷

نئی تعلیم کو کیا واسطہ ہے آدمیت سے
جنابِ ڈارون کو حضرتِ انساں سے کیا مطلب

÷÷

نہ کتابوں سے نہ کالج کے ہے در سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

÷÷

مذہب کبھی سائنس کو سجدہ نہ کرے گا
انسان اڑیں بھی تو خدا ہو نہیں سکتے

÷÷

شانِ مذہب پہ رہا فلسفہ حیران عوام
اس قدر جوشِ جنوں اور اس اعزاز کے ساتھ

اکبر الٰہ آبادی نے اردو شاعری میں مغرب کی مزاحمت کی جس روایت کا آغاز کیا تھا اسے اقبال نے عروج تک پہنچادیا۔ اقبال نے فرمایا۔

زمانہ آیا ہے بے حجابی کا عام دیدار یار ہوگا
سکوت تھا پردہ دار جس کا وہ راز اب آشکار ہوگا
دیارِ مغرب کے رہنے والو خدا کی بستی دکاں نہیں ہے
کھرا جسے تم سمجھ رہے ہو وہ اب زرِکم عیار ہوگا
تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

÷÷

اُٹھ کہ اب بزمِ جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

÷÷

دلیلِ صبحِ روشن ہے ستاروں کی تنک تابی
افق پر آفتاب ابھرا گیا دورِ گراں خوابی
عروق مردہ مشرق میں خونِ زندگی دوڑا
سمجھ سکتے نہیں اس راز کو سینا و فارابی

اکبر اور اقبالؒ نے مغرب اور باطل کی مزاحمت کا یہ کام شاعری میں کیا۔ مولانا مودودیؒ نے وہی کام نثر میں کیا۔ انہوں نے جدید مغربی تہذیب کی بنیادوں پر شدید حملے کیے۔ مولانا نے جدید مغربی تہذیب کو ''باطل'' کہا۔ ''جاہلیت خالصہ'' کہہ کر پکارا۔ اسے ''شجر خبیث'' کا نام دیا۔ اس پر ''تخم خبیث'' ہونے کی مہر لگائی۔ مولانا مجدد وقت تھے اور وہ جانتے تھے کہ اسلام کا احیا مغرب کی مزاحمت کے بغیر ممکن نہیں ہوسکے گا۔ مولانا مودودی کی مزاحمتی فکر 1936ء سے اپنے جمال وجلال کا اظہار کر رہی تھی۔

مولانا فرما رہے تھے۔ ''یہ شریعت بزدلوں اور نامردوں کے لیے نہیں اتری ہے۔ نفس کے بندوں اور دنیا کے غلاموں کے لیے نہیں اتری ہے۔ ہوا کے رخ پر اڑنے والے خس وخاشاک اور پانی کے بہاؤ پر بہنے والے حشرات الارض اور ہر رنگ میں رنگ جانے والے رنگوں کے لیے نہیں اتری ہے۔ یہ ان بہادروں اور شیروں کے لیے اتری ہے جو ہوا کا رخ بدل دینے کا عزم رکھتے ہیں، جو دریا کی روانی سے لڑنے اور اس کے بہاؤ کو پھیر دینے کی ہمت رکھتے ہیں، جو صبغت اللہ کو دنیا کے ہر رنگ سے زیادہ محبوب رکھتے ہیں، اور اسی رنگ میں تمام دنیا کو رنگ دینے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔

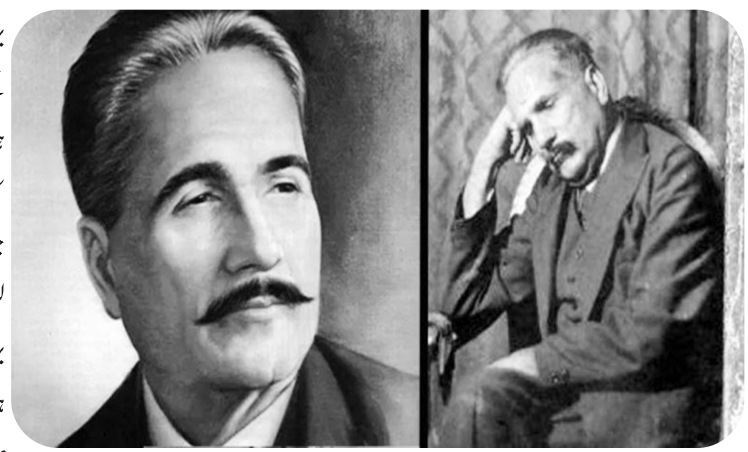

مسلمان جس کا نام ہے وہ تو دریا کے بہاؤ پر بہنے کے لیے پیدا ہی نہیں کیا گیا ہے۔ اس کی آفرینش کا تو مقصد ہی یہ ہے کہ زندگی کے دریا کو اُس راستے پر رواں کردے جو اس کے ایمان و اعتقاد میں راہِ راست ہے، صراطِ مستقیم ہے۔ اگر دریا نے اپنا رخ اس راستے پر پھیر دیا ہے تو اسلام کے دعوے میں وہ شخص جھوٹا ہے جو اس بدلے ہوئے رخ پر بہنے کے لیے راضی ہو۔ حقیقت میں جو سچا مسلمان ہے، وہ اس غلط رو دریا کی رفتار سے لڑے گا، اس کا رخ پھیرنے کی کوشش میں اپنی پوری قوت صرف کردے گا، کامیابی اور ناکامی کی اس کو قطعاً پروا نہ ہوگی، وہ ہر اُس نقصان کو گوارا کرلے گا جو اس لڑائی میں پہنچے یا پہنچ سکتا ہو، حتیٰ کہ اگر دریا کی روانی سے لڑتے لڑتے اس کے بازو ٹوٹ جائیں اس کے جوڑ بند ڈھیلے ہوجائیں اور پانی کی موجیں اس کو نیم جان کرکے کسی کنارے پر پھینک دیں تب بھی اس کی روح ہرگز شکست نہ کھائے گی۔ ایک لمحے کے لیے بھی اس کے دل میں اپنی اس ظاہری نامرادی پر افسوس یا دریا کی رَو پر بہنے والے کافروں یا منافقوں کی کامرانیوں پر رشک کا جذبہ راہ نہ پائے گا''۔

(''اشارات''، سید مودودی، ماہنامہ ''ترجمان القرآن''، اپریل 1936ء)

اسلام اور مسلمانوں کی مزاحمتی روش نے 20ویں اور 21ویں صدی میں غزوہ بدر کی روایت کو زندہ کیا ہے۔ افغانستان میں جہادی عمل نے 1980ء کی دہائی میں وقت کی سپر پاور سوویت یونین کو منہ کے بل گرایا۔ پھر 21ویں صدی میں امریکا اور اس کے 48 اتحادیوں کو بدترین شکست سے دوچار کیا۔ اہم بات یہ ہے کہ مسلمانوں نے یہ کارنامہ ایک ایسے عہد میں انجام دیا جو مسلمانوں کا دورِ زوال ہے۔ حقیقت ہے کہ مسلمانوں کے لیے مزاحمت ہی میں زندگی ہے۔ مزاحمت ہی میں معنی ہیں، مزاحمت ہی میں عزت ہے، مزاحمت ہی میں برکت ہے۔

☆☆☆

اکبر اور اقبالؒ نے مغرب اور باطل کی مزاحمت کا یہ کام شاعری میں کیا۔ مولانا مودودیؒ نے وہی کام نثر میں کیا۔ انہوں نے جدید مغربی تہذیب کی بنیادوں پر شدید حملے کیے۔ مولانا نے جدید مغربی تہذیب کو ''باطل'' کہا۔ ''جاہلیت خالصہ'' کہہ کر پکارا۔ اسے ''شجر خبیث'' کا نام دیا۔ اس پر ''تخم خبیث'' ہونے کی مہر لگائی۔ مولانا مجدد وقت تھے اور وہ جانتے تھے کہ اسلام کا احیا مغرب کی مزاحمت کے بغیر ممکن نہیں ہوسکے گا۔ مولانا مودودی کی مزاحمتی فکر 1936ء سے اپنے جمال وجلال کا اظہار کر رہی تھی۔

غازی شہاب الدین شہیدؒ

خواجہ محمد شہباز وانی

وطن عزیز جموں وکشمیر کو بھارتی غاصبانہ اور جابرانہ قبضے سے چھڑانے کیلئے اہلیانِ کشمیر نے ہر قسم کے پُرامن اور جمہوری طریقے استعمال کیےلیکن بھارتی سورماؤں کی ہٹ دھرمی، انتہا پسندی اور غیر حقیقت پسندانہ رویہ ہمیشہ ان سنجیدہ کوششوں میں رُکاوٹ رہا۔ 1987ء میں کشمیریوں کی متحدہ جمہوری جدوجہد کو جب بھارتی سرکار نے فوجی اور نیم فوجی دستے استعمال کرکے ناکام بنادیا اور کٹھ پتلی سرکار قائم کی تو فرزندانِ کشمیر نے فوجی قوت کا جواب صندوق کے بجائے بندوق سے دینے کا عہد کیا اور بھارت کے خلاف اعلانِ جہاد کیا۔ جہادِ کشمیر کا نعرہ بلند ہوتے ہی پوری ریاست میں انقلاب اور ہلچل پیدا ہوئی۔ مرد وزن، خورد وکلاں تحریک آزادی کے کارواں میں اپنی اپنی حیثیت سے شامل ہوئے اور آج تک یہ تحریک جاری وساری ہے۔

اس حقیقت سے کوئی صاحب علم و دانش انکار نہیں کرسکتا کہ عسکری جدوجہد سے پہلے مسئلہ کشمیر کی متنازعہ حیثیت کو منوانے اور اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق اس کے حل کے لئے صرف جماعت اسلامی جموں وکشمیر ہی آواز بلند کرتی رہیٔ خاص کر قائد حریت امام سید علی گیلانیؒ ہمیشہ صدائے حریت بلند کرتے رہے اور زندگی کی آخری سانس تک وہ صبر واستقامت کے ساتھ اسی راہ پر ڈٹے رہے۔ امام گیلانیؒ زیر حراست ہی شہادت کا جام پی کر امر ہوگئے. اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے ۔ تحریکِ آزادیٔ کشمیر میں قریباً تمام کشمیریوں کا خون شامل ہے۔ اس میں ہر طرح کی مالی، جانی اورعزت وعصمت کی قربانیاں شامل ہیں اور سب سے زیادہ نمایاں اور مسلسل کردار حزب المجاہدین کا ہے جو شروع سے اب تک اپنے اصولی مؤقف پر استقامت سے آگے بڑھ رہی ہے۔ ہمارے سامنے واضح اہداف ہیں جن پر کسی بھی قیمت پر کوئی سودا بازی نہیں کی جاسکتی۔ عظمت اسلام اور آزادیٔ کشمیر۔ ان اہداف کو حاصل کرنے کے لئے حزب المجاہدین کے بزرگوں، جوانوں، نونہالوں اور خواتین نے جو بے شمار بیش بہا قربانیاں پیش کی ہیں اور آج بھی دے رہے ہیں، وہ روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں۔ جہادِ ہند اور آزادیٔ کشمیر کے اس کارواں میں حزب المجاہدین کے عام کارکنوں سے لیکر مرکزی ذمہ داروں تک ہزاروں جانثاروں نے اپنی جانیں راہِ خدا میں قربان کردیں اور اسلام اور آزادی کے شجر سایہ دار کو اپنے گرم گرم لہو سے سیراب کیا۔ ان ہی مرکزی ذمہ

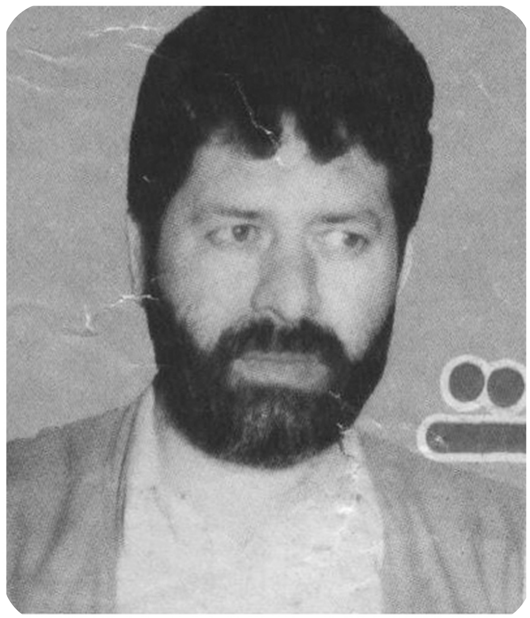

داروں میں ایک نمایاں نام عبدالرشید شہردار عرف غازی شہاب الدین شہیدؒ کا ہے جس کی ساری زندگی دین اور جہاد سے عبارت ہے۔

کھنموہ تحصیل سرینگر کا ایک خوبصورت علاقہ ہے جو دین و دنیا دونوں حوالوں سے زرخیز اور آباد ہے۔ اسی خوبصورت علاقے میں ایک نہایت ہی دیندار اور تحریکی گھرانہ محمد یوسف شہردار صاحب کا ہے جو اسلامیہ ہائی اسکول کھنموہ کے ہیڈ ماسٹر رہے ہیں۔ اُن کے گھر 1974ء میں ایک خوبصورت بچہ پیدا ہوا جس کی ذہنی تربیت گھر کے دینی ماحول اور پھر اپنے والدین نے بڑی محنت سے کی۔ بچے کا نام عبدالرشید رکھا گیا۔ پانچ سال کی عمر میں والد صاحب نے اپنے اسلامیہ ہائی سکول میں داخل کرلیا۔ میٹرک تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول کھنموہ میں ٹی ڈی سی سیکنڈ ایئر پاس کیا۔ تعلیم کے دوران کھیل کود اور تقریری مقابلوں میں حصہ لیتے رہے اور علاقے کی مساجد میں جمعۃ المبارک کے مواقع پر خطاب بھی کرتے رہے۔ اس طرح عبدالرشید شہردار ایک طالب علم ہونے کے ساتھ تحریکِ اسلامی کے مبلغ بھی بن گئے۔ اسی دوران عبدالرشید کو جوائنری مِل (Joinery Mill) پانپور میں ملازمت ملی۔ انہوں نے ملازمت کے دوران بھی تبلیغی محاذ گرم رکھا یہاں تک کہ کشمیر میں تحریکِ آزادی نے کروٹ لی اور جہاد کشمیر کا اعلان ہوا۔ عبدالرشید شہردار نے اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو جہاد کے لئے وقف کردیا۔ اُن کی صلاحیتوں کو دیکھ کر حزب المجاہدین کی اعلیٰ قیادت نے انہیں علاقے کی عسکری ذمہ داری سونپی جبکہ انہوں نے مقامی سطح پر ہی عسکری تربیت حاصل کی تھی۔ عبدالرشید شہردار کو جب حزب المجاہدین کا سیکشن کمانڈر مقرر کیا گیا تو اُن کا جہادی نام اقبال رکھا گیا۔ یہ نام اُن کی اپنی پسند کا تھا کیونکہ اُن کو علامہ اقبالؒ کے کلام اور پیام کے ساتھ زبردست عقیدت تھی۔ اب کمانڈر اقبال وہ پہلے مجاہد بنے جس نے کشمیر کی مشہور اور مقبولِ عام درگاہ حضرت بل سرینگر جو کشمیریوں کی مرکزی دینی اور روحانی درگاہ ہے میں خود وہاں کھڑے ہوکر ہزاروں لوگوں کو دعوتِ جہاد دی اور اُس کے بعد یہ درگاہ کافی مدت تک ایک جہادی مرکز بنی۔

کمانڈر اقبال شہردار کا گھر ہی نہیں بلکہ پورا خاندان جماعت اسلامی اور تحریک آزادی کے ساتھ وابستہ ہے۔ اُن کے بہنوئی جناب ہارون الرشید شہید حزب المجاہدین کے اوّلین ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریٹر برائے سرینگر تھے۔ اُن کی شہادت کے بعد اس خاندان نے کئی اور جوانوں کو راہِ جہاد میں پیش کیا۔ کمانڈر اقبال نے ہر محاذ پر اپنا لوہا منوایا اور ترقی کی منازل طے کرتے گئے یہاں تک کہ بٹالین کمانڈر تعینات ہوئے۔ بھارتی فوج پر اُن کا اتنا دباؤ تھا کہ وہ آئے روز ہزاروں کی تعداد میں نکل کر پورے علاقے کا کریک ڈاؤن کرتے اور صرف اقبال شہردار کا پوچھتے تھے کیونکہ کمانڈر اقبال نے علاقے کے سینکڑوں نوجوانوں کو عسکری تربیت کے لیے بیس کیمپ روانہ کیا تھا اور یہ کام وہ جاری رکھے ہوئے تھے۔ 1998ء میں وہ بیس کیمپ آئے اور حزب

> وطن عزیز جموں وکشمیر کو بھارتی غاصبانہ اور جابرانہ قبضے سے چھڑانے کیلئے اہلیانِ کشمیر نے ہر قسم کے پُر امن اور جمہوری طریقے استعمال کیے لیکن بھارتی سورماؤں کی ہٹ دھرمی، انتہا پسندی اور غیر حقیقت پسندانہ رویہ ہمیشہ ان سنجیدہ کوششوں میں رُکاوٹ رہا۔ 1987ء میں کشمیریوں کی متحدہ جمہوری جدوجہد کو جب بھارتی سرکار نے فوجی اور نیم فوجی دستے استعمال کرکے ناکام بنادیا اور کٹھ پتلی سرکار قائم کی تو فرزندانِ کشمیر نے فوجی قوت کا جواب صندوق کے بجائے بندوق سے دینے کا عہد کیا اور بھارت کے خلاف اعلانِ جہاد کیا۔ جہادِ کشمیر کا نعرہ بلند ہوتے ہی پوری ریاست میں انقلاب اور ہلچل پیدا ہوئی۔ مردوزن، خورد وکلاں تحریک آزادی کے کارواں میں اپنی اپنی حیثیت سے شامل ہوئے اور آج تک یہ تحریک جاری وساری ہے

المجاہدین کے بالائی نظم نے اُن کو کئی اہم ذمہ داریوں پر فائز کیا جو انہوں نے بحسن وخوبی انجام دیں۔ کمانڈر اقبال شہردار ناظم دفتر رہے اور پھر شعبۂ ٹرانسپورٹ کے ناظم بھی رہے۔ ہر جگہ انہوں نے اپنی دیانتداری، امانتداری اور اعلیٰ صلاحیتوں کا ثبوت پیش کیا۔ اس دوران میں وہ مجاہدین کے کیمپوں میں جاکر اپنی منفرد آواز اور منفرد طرز گفتار سے مجاہدین کے اندر جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت پروان چڑھاتے رہے۔ میں نے محترم شہردار صاحب کو کبھی غصہ کرتے نہیں دیکھا بلکہ ہمیشہ مسکراتے پایا۔ نہایت سنجیدہ، نہایت بردبار اور حلیم وشفیق پایا۔ وہ بچوں سے بہت پیار کرتے تھے۔ بچوں کو گود میں اُٹھا کر چومتے تھے اور آنکھیں نم ہوجاتی تھیں، شاید اُن کو اپنے بچے یاد آتے تھے کیونکہ وہ خود پانچ معصوم بچوں کے باپ تھے۔

2001ء میں حزب المجاہدین کی کمانڈ کونسل نے میدانِ کارزار میں ایک تازہ دم اور باصلاحیت ٹیم روانہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس ٹیم میں جہاں غلام حسن خان عرف سیف الاسلام شہید اور محترم عمر جاوید عرف غازی نصیر الدین کا نام آیا' وہاں کمانڈر اقبال شہردار کا نام بھی شامل ہوا۔ میدانِ کارزار میں حالات کی نزاکت اور ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور موصوف کی قابلیت اور صلاحیت کو دیکھتے ہوئے انہیں ڈویژنل کمانڈر برائے وسطی ڈویژن مقرر کیا گیا۔ 2003ء میں چیف آپریشنل کمانڈر سیف الاسلام کی شہادت اور جنوری 2004ء میں محترم غلام رسول ڈار عرف غازی نصیر الدین کی شہادت کے بعد کمانڈر اقبال شہردار کو چیف آپریشنل کمانڈر مقرر کیا گیا اور وہ اب غازی شہاب الدین کے نام سے مشہور ہوگئے۔ حزب المجاہدین نے اس جواں سال اور باصلاحیت کمانڈر سے کافی امیدیں وابستہ کی تھیں اور وہ نظم کی امیدوں پر پورے اتر رہے تھے۔ انہوں نے قابض بھارتی افواج کے خلاف عسکری کاروائیوں کی ایسی منظم منصوبہ بندی کی کہ دشمن انگشت بدنداں رہ گیا۔ بہر حال آخر وہ گھڑی آہی گئی جب غازی شہاب الدین نے اپنے رب کے ساتھ کیا ہوا وعدہ پایہ تکمیل کو پہنچا دیا۔ 6 مئی بروز جمعرات 2004ء کو سرینگر کے علاقہ زینہ کدل، گرگری محلّہ میں نذیر احمد نجار ولد غلام محمد نجار کے گھر کو بھارتی ملٹری، پیرا ملٹری اور پولیس نے گھیرے میں لے لیا اور ساتھ ہی پورے علاقے کا محاصرہ کرلیا۔ یہاں غازی شہاب الدین اپنے ایک مجاہد ساتھی کے ہمراہ چند گھنٹے پہلے قیام پذیر ہوئے تھے۔ فوج اور پولیس کے اچانک حملے کو دیکھ کر شہاب الدین نے اپنے ساتھی کو نکل جانے کا حکم دیا اور کہا میں آخری لڑائی اکیلے ہی لڑوں گا اور پھر خود بھارتی افواج کے خلاف نبرد آزما ہوئے۔ دن کے بارہ بجے تک وہ پینترے بدل بدل کر لڑتے رہے اور آخر کار ایمونیشن ختم ہونے پر دشمن کی کئی گولیاں اپنے سینے پر کھا کر اللہ کی جنتوں کی طرف چلے گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

مقصد کے لئے جو بہہ جائے، وہ پاک لہو سستا تو نہیں
ہر روز اُفق پر سجتا ہے، شہداء کا لہو چھپتا تو نہیں

ان کی شہادت کی خبر سن کر لوگوں کا سمندر اُمڈ آیا۔ شہید کو بڑے احترام سے اپنے آبائی علاقے کھنموہ میں ہزاروں لوگوں نے اشک بار آنکھوں سے آخری دیدار کرکے آخری آرام گاہ کے حوالے کیا۔ عجیب روح پرور منظر تھا، خوشبوئیں ہر سو بکھر رہی تھیں۔ معصوم بچے آٹھ سال کے بعد اپنے عظیم باپ کو جنت کا دولہا بن کر سوئے جنت روانہ ہوتے دیکھ رہے تھے۔ اللہ اکبر! یہ صبر، یہ عظمت، یہ قربانی، یہ جدائی.....اس کا اجر دنیا میں آزادی اور آخرت میں جنت کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا.....اللہ ہمارے اس عظیم ساتھی کی قربانی قبول فرمائے۔

☆☆☆

کتنی بے بسی ہے

عروج آزاد

جب کوئی بھی قوم اپنے اصل کو بھول جاتی ہے اور دوسروں کو فالو کرنا شروع ہو جاتی ہے تو وہ خسارے میں چلی جاتی ہے۔ اب دنیا دیکھ چکی ہے کہ کیا ہوا تھا؟ اور دیکھ رہی ہے کہ کیا ہو رہا ہے؟ لیکن غور کرنے والی بات کہ دنیا کی عالمی تنظیمیں خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہی ہیں وہ بھی وہاں جہاں پر مسلم عوام ظلم وستم کے انتہائی بیاناک مرحلے پر پہنچی ہوئی ہے۔ عالمی اداروں نے کبھی بھی مسمانوں کے لیے بڑا اسٹینڈ نہیں لیا اور نہ ہی لینے کا کوئی ارادا رکھتے ہیں۔ عالمی طاقتوں کے بارے میں یہ خیال بہت بہتر ہے کہ وہ آنکھیں، کان بند کر کے دنیا کے تمام مسلمانوں کے مسائل سے کنارہ کیے ہوئے ہیں۔ انھیں اس بات سے کوئی غرض نہیں ہے کہ کشمیر میں کیا ہو چکا ہے؟ اور کیا ہو رہا ہے؟ اس کے ساتھ ہی موجودہ صورتحال کو دیکھتے ہوئے غور کیا جائے تو مسلمانوں کے دل وجان پر ہاتھ ڈالا گیا ہے یعنی میری مراد امت مسلمہ کی محبت قبلہ اول بیت المقدس ہے۔ ہم یہودیوں کی

اصلیت سے تو بخوبی آگاہ ہیں کہ وہ مسلمانوں کے مقدس مقامات پر مقدس مہینوں میں اپنے گھٹیا اور گھناؤنے ہتھکنڈے آزمانے آیا ہے اور آزما رہا ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ یہودیوں اور کافروں سے ہماری امیدیں کبھی وابستہ نہیں رہی اور نہ کبھی رہیں گی۔ کیونکہ یہودی وکفار کبھی بھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے یہ ہماری مقدس کتاب قرآن کریم کے الفاظ ہیں۔ تو پھر ہم مسلمان کدھر جا رہے ہیں؟ کس کے آگے ہاتھ پھیلا رہے ہیں؟ کہ کون آئے گا اور ہمارے حالات بدلے گا۔ ہمارے اوپر کئے جانے والے ظلم وستم کو روکے گا۔

فلسطین میں بیت المقدس پر پچھلے عرصے کی طرح اس بار بھی رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں اسرائیل نے اپنے ناپاک ارادوں کو بروئے کار لاتے ہوئے حملہ کیا اور ہزاروں کی تعداد میں مسلم مرد وخواتین پر تشدد کیا۔ امت مسلمہ کے لیے کتنی بے بسی و بے حسی کی انتہا ہے کہ 1 ارب 80 کروڑ امت مسلمہ، 60 مسلم ممالک، جدید اسلحہ سے لیس، 80 لاکھ ریگولر آرمی اہم قدرتی وسائل کی موجودگی کے باوجود قبلہ اول اور بہنوں کی حرمت نہیں بچا سکتے۔ کیونکہ غیرت ناپید ہو چکی ہے۔ افسوس صد افسوس

فلسطین میں بیت المقدس پر پچھلے عرصے کی طرح اس بار بھی رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں اسرائیل نے اپنے ناپاک ارادوں کو بروئے کار لاتے ہوئے حملہ کیا اور ہزاروں کی تعداد میں مسلم مرد وخواتین پر تشدد کیا۔ امت مسلمہ کے لیے کتنی بے بسی و بے حسی کی انتہا ہے کہ 1 ارب 80 کروڑ امت مسلمہ، 60 مسلم ممالک، جدید اسلحہ سے لیس، 80 لاکھ ریگولر آرمی، اہم قدرتی وسائل کی موجودگی کے باوجود قبلہ اول اور بہنوں کی حرمت نہیں بچا سکتے۔ کیونکہ غیرت ناپید ہو چکی ہے۔ افسوس صد افسوس

!خدا کی قسم۔۔۔ اگر عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ اسے دیکھ لیتے (بیت المقدس میں ظلم وزیادتی اور عزت کی پامالی) تو صیہونیوں کے لیے کہیں چھپنے کی جگہ نہ بچتی، اور اگر خالد بن ولیدؓ دیکھ لیتے تو اسی وقت تلواریں اٹھا لیتے اور ان کو سمجھاتے مسلمان کسے کہتے ہیں۔۔ اگر معتصم باللہ دیکھ لیتا تو اپنی بہن کے آنچل پہ گرے خون کے ایک ایک قطرے کے بدلے ستر ستر لاشے نہ گرا لیتا تب تک سکون سے نہ بیٹھتا۔۔

!اے مسلمانو! کیا تمہارے ہاتھ مفلوج ہو گئے۔ یا تمہاری زبانیں کٹ گئیں یا تمہای رگوں میں خون جم گیا۔ خدا کے لیے اب تو اٹھ کھڑے ہو۔ کب تک غفلت کی نیند سوتے رہو گے۔ کبھی تو اپنے ماضی کی فتوحات کو حال میں بدلنے کے لیے کمر بستہ ہو۔

کب تک اپنے سیاسی جمہوری لیڈروں کے پیچھے زندگی تباہی کرتے رہو گے؟

کب تک وطن پرستی کو بت کی طرح پوجتے رہو گے؟

اس سے بڑی اور کیا اس نظام کی ناکامی کی دلیل ہو گی کہ کئی برس گزر جانے کے باوجود بھی وہی ظلم وستم جاری ہے جبکہ ٹکڑوں میں بٹی مسلم ریاستیں اور ان پہ مسلط حکمران فقط ٹوئٹر کی جنگ یا اقوام متحدہ سے امیدیں لگائے بیٹھے ہیں؟؟؟

افسوس ہم اپنے دل کو نہیں بچا سکے۔۔۔

آہ بیت المقدس آہ۔۔۔

☆☆☆

داستان حجازی

راہ حق میں ہوئے میرے حادثے کی کہانی میری زبانی

جورُ کے تو کوہ گرِاں تھے ہم۔۔۔۔

(گذشتہ سے پیوستہ)

وسیم حجازی

منصورہ ہسپتال کی دوسری منزل کے ایک کمرے میں مجھے شفٹ کیا گیا جہاں میں نے پورا ایک سال انتہائی تکلیف دہ حالت میں گذارا۔ Pressure sore کی وجہ سے میرے جسم کی تکلیف میں تو اضافہ ہوا ہی تھا کہ ایک اور تکلیف نے سر اٹھایا۔ یہ تھا UrinaryTract Infection (UTI) مسلسل تقریباً چھ ماہ اس مرض نے میرا پیچھا نہ چھوڑا۔ مسلسل شدید بخار، کپکپاہٹ، vomiting نے میرے جسم کو عذاب میں ڈال دیا۔ حال یہ ہوا کہ میرے جسم میں صرف 5 پوائنٹ خون رہ گیا۔ میرا خون o نگیٹیو ہے۔ میرے جسم کو جب خون کی ضرورت پڑی تو اس گروپ کا خون ملنا انتہائی مشکل ہو گیا۔ بیس کیمپ میں بہت سارے ساتھیوں کے خون کا ٹیسٹ کیا گیا جن میں سے صرف پانچ ساتھیوں کا خون میرے بلڈ گروپ کے ساتھ میچ ہو گیا۔ وہ ساتھی مجھے اپنا خون دینے لاہور پہنچ گئے۔ اللہ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین

ڈاکٹروں کی کوششوں کے باوجود بھی UTI کنٹرول نہیں ہو رہا تھا۔ low dose antibiotics سے لے کر high dose antibiotics بھی ناکام رہے۔ مہنگے ترین انجکشن میرے جسم کی رگوں میں دوڑنے لگے۔ حال یہاں تک پہنچا کہ انجیکشن کرنے والے کو میرے بازوؤں میں رگیں بھی نہیں مل رہی تھی. پھر پاؤں کی رگوں میں انجیکشن کئے گئے۔ میرے پاؤں میں جب بھی سیرنج کی سوئی چُبھنے لگتی تو وہ خود سے زور زور سے درد کی وجہ سے حرکت کرنے لگتا۔ لہٰذا دو دو آدمی میرے ٹانگوں کو زور سے پکڑتے یہاں تک کہ انجیکشن کا عمل مکمل ہو جاتا۔ میرا مجبور جسم تکلیف پہ تکلیف سہتا ہوا بسترِ علالت پہ نڈھال پڑا ہوا تھا۔ لیکن میں نے پھر بھی ہمت نہ ہاری۔ میں صبر سے سب کچھ سہتا رہا، سہتا رہا، سہتا رہا۔ صبر، بے انتہا صبر، نہ ختم ہونے والا صبر۔

شدید بخار کی وجہ سے میرا معدہ کھانا بھی ہضم نہیں کر پا رہا تھا۔

مہنگے ترین انجکشن میرے جسم کی رگوں میں دوڑنے لگے۔ حال یہاں تک پہنچا کہ انجیکشن کرنے والے کو میرے بازوؤں میں رگیں بھی نہیں مل رہی تھی. پھر پاؤں کی رگوں میں انجیکشن کئے گئے۔ میرے پاؤں میں جب بھی سیرنج کی سوئی چُبھنے لگتی تو وہ خود سے زور زور سے درد کی وجہ سے حرکت کرنے لگتا۔ لہٰذا دو دو آدمی میرے ٹانگ کو زور سے پکڑتے یہاں تک کہ انجیکشن کا عمل مکمل ہو جاتا۔ میرا مجبور جسم تکلیف پہ تکلیف سہتا ہوا بسترِ علالت پہ نڈھال پڑا ہوا تھا۔ لیکن میں نے پھر بھی ہمت نہ ہاری۔ میں صبر سے سب کچھ سہتا رہا، سہتا رہا، سہتا رہا۔ صبر، بے انتہا صبر، نہ ختم ہونے والا صبر

میں جو کچھ بھی کھانے کی کوشش کرتا مجھے vomiting ہو جاتی۔ شدید بخار نے میرے جسم سے خون بھی نچوڑ لیا۔ غذائی قلت اور شدید کمزوری کی وجہ سے میرے جسم کا Immune System بہت کمزور ہو گیا۔ antibiotics کی وجہ سے میرے سر کے بالوں کا رنگ بھی تبدیل ہوا۔ میرا چہرہ متورم ہو گیا۔ ڈاکٹر حضرات بھی علاج کر کر کے تھک گئے۔ کبھی ڈاکٹر سمجھتے کہ شاید pressure sore کی وجہ سے انفیکشن ہوا ہے، کبھی کہتے کہ شاید کمر میں لگے plate اور screws کی وجہ سے ہے۔ کبھی کہتے کہ UTI ہے۔ خیر میرا تو حال برا کر دیا تھا اس انفیکشن نے اور وہ بھی مسلسل کئی ماہ تک میں بستر پر پڑا اپنی انگنت تکالیف سے بڑی بے جگری سے لڑ رہا تھا۔

ایک اور بات جو مجھے پریشان کر رہی تھی کہ میں نہانا چاہتا تھا لیکن میرے ساتھی مشکل سے میرے ہاتھ منہ دھو پاتے تھے۔ نہانے کا حل یہ نکالا گیا کہ میرے جسم کو روئی سے سپرٹ واش کیا جاتا۔ چونکہ سر کے بالوں کو دھونا بھی مشکل تھا اس لئے میرے بالوں کو زیرو ٹرم کیا گیا۔ ایک دن میرے مرشد و بزرگ میرے پاس تشریف لائے تو بہت ساری باتوں کے علاوہ حکیم لقمان کی یہ بات بھی بتائی کہ مجھے دو چیزوں پہ حیرت ہوتی ہے۔ ایک، جب مردہ آدمی کو نیم گرم پانی سے غسل دیا جاتا ہے تو وہ زندہ کیوں نہیں ہوتا اور جب انسان دہی کھاتا ہے تو وہ مر کیوں نہیں جاتا؟ تب سے میں نے یہ بات اپنے پلے باندھی کہ جب بھی مجھے نہانا ہو تو نیم گرم پانی سے نہانا ہے۔ انکی تاکید پر تین مہینے کے بعد ساتھیوں نے پہلی بار نیم گرم پانی سے میرا سر دھویا۔

اُردو میں ایک محاورہ ہے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ یعنی ایک شخص جب ڈوب رہا ہو تو اگر وہ تنکا بھی دیکھے تو اسے بھی پکڑنے کی کوشش کرتا ہے کہ شاید یہ تنکا ہی اسے کنارے تک لے

جائے۔ایک دن مقبول پنڈت صاحب میری خیریت پوچھنے راولپنڈی سے منصورہ ہسپتال آئے. چونکہ انہیں میری تکلیف کے حوالے سے کافی پریشانی تھی اسلئے ایک دن انہوں نے کسی ہومیو پیتھک ڈاکٹر سے رابطہ کیا اور میری Spinal Injury کے بارے میں انہیں بتایا. ڈاکٹر انہیں ہومیو پیتھک علاج کے حوالے سے مایوس نہیں کرنا چاہتا تھا اسلئے انہوں نے دوائیوں کی کچھ چھوٹی سی بوتلیں دی۔ چونکہ دعاء کے ساتھ ساتھ مرض کیلئے دوا بھی ضروری ہے، یہ سمجھ کر میں صبح شام اس دوائی میں سے چند قطرے پی لیتا اور یہ امید رکھتا کہ شاید یہ دوائی اپنا کچھ اثر دکھائے۔مہینہ گذر گیا لیکن دوائی سے کوئی افاقہ نہ ہوا۔اب اُمید کے اس تنکے کو پھینکنے کے سوا میرے پاس کوئی اور چارہ بھی نہ تھا. یوں یہ آس بھی ٹوٹ گئی۔

میرے حادثے کے بارے میں میرے گھر والوں کو پتہ چل گیا تھا۔ایک دن منصورہ ہسپتال کے لینڈ لائن نمبر پر گھر سے میرے نام فون آیا۔ چونکہ لینڈ لائن کا ہینڈ سیٹ منصورہ ہسپتال کی نچلی والی منزل میں Reception پر تھا اسلئے ساتھیوں نے مجھے سٹریچر پر نیچے اتارا۔فون پر والد صاحب اور والدہ صاحبہ سے میری بات ہوئی۔ یہ لمحات بھی رُلا دینے والے تھے ۔والد صاحب تو سردیوں میں دہلی آکر اکثر فون کرتے تھے لیکن اس بار میں اپنی والدہ صاحبہ سے پہلی بار فون پہ بات کر رہا تھا۔میری نازک صورتحال کا شاید انہیں اندازہ نہ تھا لیکن انکی پریشانی کا اظہار انکی باتوں سے عیاں تھی۔میرا دل جسطرح پارہ پارہ ہو رہا تھا اسی طرح انکا کلیجہ بھی کٹ رہا تھا۔

بات ختم ہوتے ہی میں ماضی کے دریچوں سے جھانکنے لگا جہاں سے میں بچپن اور لڑکپن کے قوسِ قزح پر بکھرتے رنگ دیکھ رہا تھا جسے تشکیل دینے میں والدین کا مرکزی کردار رہا تھا۔ میں تصور کی آنکھ سے اس چار دیواری کو دیکھ رہا تھا جہاں میں پل بڑھ کر جوانی کی دہلیز پر پہنچے میں کامیاب ہوا تھا. پھر تقدیر نے مجھے بر فیلے کوہساروں سے گذار کر وہاں پہنچایا تھا جہاں زندگی کا دوسرا نام موت تھا۔زندگی کے نشیب و فراز سے گذرتے ہوئے میں ہسپتال کی چار دیواری میں جب قید ہوا تو یہاں بچپن اور لڑکپن کی یادیں مجھے لمحہ لمحہ بیچین و بیقرار کر دیتی۔اپنوں کی جدائی

> **لاکھ چاہنے کے باوجود میرا جسم میرا ساتھ نہیں دے رہا تھا کیونکہ جسم دو حصوں میں بٹ چکا تھا۔ جسم کا آدھا حصہ میرے اختیار میں تھا اور آدھا حصہ میرے اختیار سے باہر تھا۔میری ریڈھ کی ہڈی، جس نے دونوں حصوں کو جوڑا ہوا تھا، بیچ میں ٹوٹ چکی تھی اور ابھی جڑنے کے مراحل سے گذر رہی تھی۔اس کے جُڑنے میں چھ مہینے لگ گئے۔تب تک اس میں لوہے کی پلیٹیں اور لوہے کے چھ screw بدستور لگے ہوئے تھے جو میری کمر کو جُھکنے بھی نہیں دیتے تھے اور مجھے مہینوں تک ایک موٹی بیلٹ کمر پہ باندھنی پڑی**

کا غم تو انسان کو ویسے ہی نڈھال کر دیتا ہے لیکن اس شدید تکلیف کے وقت یہ غم مجھے اور بھی غمگین کر دیتا تھا۔جسمانی تکلیف کے ساتھ ساتھ یہ ذہنی تکلیف قیامت ڈھا دیتی۔

مجھے وہ دن اچھی طرح یاد ہے۔یہ غالباً ستمبر یا اکتوبر کا مہینہ تھا۔ ماہِ رمضان کا پہلا روزہ تھا۔میرے ساتھیوں نے سحری کھائی اور روزہ رکھا۔ میں بہت اُداس ہو گیا کیونکہ بلوغت کے بعد پہلی دفعہ ایسا ہو رہا تھا کہ میرا کوئی روزہ چھوٹ رہا تھا۔دن بھر میں انتہائی اُداس رہا۔ جب افطاری کا وقت آیا اور ساتھیوں نے روزہ کھولا تو بے اختیار میرے ضبط کے سارے بندھن اس شام ٹوٹ گئے۔آنسوٗ میری آنکھوں سے بے اختیار چھلکنے لگے۔ میں زور زور سے رونے لگا اور میری ہچکیاں ۔۔۔۔۔۔ساتھی میرے اردگرد جمع ہو گئے اور مجھے دلاسہ دینے لگا۔اس ایک چوٹ کی وجہ میں دین کے فرائض کا اہتمام بھی کرنے سے قاصر تھا۔نہ تو نماز ہی صحیح طرح سے پڑھ پاتا تھا اور نہ اب روزہ رکھ پایا۔کتنی نعمتوں سے میں محروم ہو رہا تھا۔

منصورہ ہسپتال میں پاکستان کے کچھ نیک فطرت انسانوں نے میری مدد، میری دلجوئی اور میری حوصلہ افزائی میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ان میں سے ایک تھے مبشر نعیم چودھری صاحب جو کہ منصورہ میں ہی رہتے تھے خود بھی رُکن جماعت تھے اور انکے والد صفدر صاحب بھی رکن جماعت تھے اور جماعت کی طرف سے 1971 سے پہلے بنگلہ دیش میں اہم ذمہ داریاں نبھا چکے تھے۔مبشر صاحب کا ایک بھائی مظفر نعیم 1993 میں کپواڑہ میں ایک معرکے کے دوران جامِ شہادت نوش کر چکا تھا۔مبشر بھائی کا پورا خاندان میری اس مشکل گھڑی میں میری دلجوئی کیلئے میرے ساتھ ساتھ کھڑا تھا وہ سب میرے پاس اکثر آتے رہتے تھے۔ایک دن اپنے گھر کا بہت بڑا TV میرے کمرے میں لائے اور گھر والوں سے کہا کہ تم گذارہ کر لو تا کہ وسیم ہسپتال میں بور نہ ہو۔اللہ انہیں جزائے خیر دے۔آمین

مجھے اس بات کو قبول کرنے میں کئی ماہ لگ گئے کہ مجھے اپنی بقیہ زندگی وہیل چئیر پر گذارنی ہے۔میرے دل میں ابھی بھی ہلکی سی امید باقی تھی کہ شاید میں دوبارہ چل پھر سکوں۔میری زندگی نے یک لخت ایک نیا موڑ لیا تھا اور میں اس نئے موڑ پر ششدر، حیران و پریشان تھا۔ابھی ابھی تو میں Teenage سے باہر نکلا تھا اور جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تھا۔جوانی تو اپنے ساتھ نیا جوش اور نیا جذبہ لاتی ہے۔جوانی تو نام ہی ہے دوڑنے پھرنے کا, تیز رفتاری کا۔ایک جوان آرام سے کب بیٹھتا ہے. وہیل چئیر پر بیٹھنے کا مطلب تھا ایک شیر کو پنجرے میں قید کرنا، ایک شاہین کو گھونسلے میں بند رکھنا۔میں سوچ رہا تھا کہ کیا مجھے جوانی میں ہی بڑھاپا دیکھنا پڑے گا؟ مجھے تو بر فیلے کوہساروں کو روند کر میدانِ کارزار میں واپس جانا تھا۔

پچھلے اڑھائی سالوں سے میں انہی سوچوں میں گم تھا کہ ایک دن میں وطن واپس جاؤں گا اور اپنے رب سے کیا ہوا وعدہ پورا کروں گا۔میں کب یہاں رکنے آیا تھا۔میں تو میدانِ کارزار میں واپس جانے کیلئے ہر لمحہ بیتاب رہتا تھا۔میرے سامنے ایک واضع نصب العین تھا، ایک واضع منزل تھی ۔میری نگاہیں اس منزل کو ہر وقت تکتی رہتی تھی۔اسی لئے اس منزل کو پانے کیلئے

خونی لکیر عبور کی تھی۔لیکن زندگی مجھے کس موڑ پر لے کر آئی کہ میرے سارے ارمان میرے سینے میں ہی دفن ہو کر رہ گئے، میرے سارے خواب آناً فاناً چکنا چور ہو گئے۔ایکدم سے سب کچھ بدل گیا۔ میرے جسم کے ساتھ ساتھ میرے دل پر بھی گہری چوٹ لگی اور میرا ذہن بھی بُری طرح مجروح ہوا۔میں shock میں تھا،میرا دماغ اس نئی صورتحال سے پریشان تھا۔

اب چونکہ وہیل چیئر میری زندگی کا ناگزیر حصہ بننے والی تھی، اسلئے وہیل چیئر منگوانے کا فیصلہ ہوا. تنظیم کے مشورے اور ہدایت پر مبشر بھائی نے سنگاپور سے وہیل چیئر منگوانے کا فیصلہ کیا. یہ وہیل چیئر Quickee Breeze نام سے Made in USA تھی۔قریباً پچاس ہزار اسکی قیمت تھی Order کروانے کے تقریباً دو مہینے بعد یہ لاہور پہنچی۔اسکے ساتھ ایک cushion بھی تھا pressure sore سے بچنے کیلئے جسکی قیمت تقریباً دس ہزار تھی یوں میری زندگی کا نیا سفر شروع ہوا۔ life bound to a Wheelchaire ایک ایسا کٹھن سفر جس کے لئے ہمالیہ جتنا حوصلہ درکار تھا۔اک ایسا ناگوار سفر جس میں صرف مشکلات ہی مشکلات کا سامنا تھا، بےبسی اور محتاجی کا سفر،ایک ایسا سفر جو نڈھال جسم کے ساتھ مجھے صرف بیٹھ کر ہی طے کرنا تھا،صرف بیٹھ کر ہی مجھے آگے بڑھنا تھا۔

کئی مہینے بیڈ پر لیٹنے کے بعد اب وہیل چیئر پر بیٹھنے کا یہ نیا تجربہ تھا۔فضاء سے زمین پر، زمین سے بیڈ پر اور اب بیڈ سے وہیل چیئر پر۔ایک انتہائی تکلیف دہ سفر، رونگٹھے کھڑے کر دینے والا سفر تھا۔ان مہینوں میں مجھ پر ہزاروں قیامتیں گذر چکی تھی اور اب نہ جانے کتنی اور قیامتیں گذرنی تھیں. اب میری زندگی آسان نہ تھی. اپنی مجھے اپنی بقیہ زندگی میں دو فٹ چوڑی وہیل چیئر پر، اپنا سارا دن گذارنا تھا. اپنے سارے کام اسی حال میں نمٹانے تھے. اب مجھے سب کام نئے سرے سے اور نئے طریقے سے سیکھنے تھے. سب کچھ بدل چکا تھا اور اب مجھے بھی بدلنا تھا۔جس طرح ایک شیر خوار بچہ آہستہ آہستہ سب کام سیکھنے کی کوشش کرتا ہے، میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا۔

چھوٹے چھوٹے کام کرنا بھی اب میرے لئے ناممکن تھا. میں خود کپڑے نہیں پہن سکتا تھا، میں خود رات کو کروٹ نہیں لے سکتا تھا، میں خود بیڈ پر نہ چڑھ سکتا تھا نہ اتر سکتا تھا۔ میں خود نہا نہیں سکتا تھا۔ میں خود نہ کھا سکتا تھا نہ پانی پی سکتا تھا۔غرض ہر چھوٹے سے چھوٹے کام کیلئے میں دوسروں کا محتاج تھا۔کئی مہینے تک ایسے ہی چلتا رہا تھا۔جسمانی تکالیف میرے جسم تک محدود تھی لیکن یہ دوسروں کی محتاجی میرے قلب و ذہن کو بہت زیادہ تکلیف دے رہی تھی۔ میں بیک وقت ذہنی اور جسمانی تکلیف سے گذر رہا تھا۔میری جنگ دو محاذوں پر بٹ چکی تھی اور ہر محاذ میری ہمت اور حوصلے کا امتحان لے رہا تھا۔میری متحرک زندگی جامد و ساکن ہو چکی تھی اور اس جامد و ساکن زندگی کو مجھے پھر سے متحرک کرنا تھا۔جسطرح ایک چلتی گاڑی میں اچانک کوئی خرابی پیدا ہوتی ہے اور اسکے ڈرائیور کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ کسی طرح یہ رُکی ہوئی گاڑی پھر سے چل پڑے۔لاکھ چاہنے کے باوجود میرا جسم میرا ساتھ نہیں دے رہا تھا کیونکہ جسم دو حصوں میں بٹ چکا تھا۔جسم کا آدھا حصہ میرے اختیار میں تھا اور آدھا حصہ میرے اختیار سے باہر تھا۔میری ریڑھ کی ہڈی، جس نے دونوں حصوں کو جوڑا ہوا تھا، بیچ میں ٹوٹ چکی تھی اور ابھی جڑنے کے مراحل سے گذر رہی تھی۔اس کے جڑنے میں چھ مہینے لگ گئے ۔تب تک اس میں لوہے کی پلیٹیں اور لوہے کے چھ screw بدستور لگے ہوئے تھے جو میری کمر کو جھکنے بھی نہیں دیتے تھے اور مجھے مہینوں تک ایک موٹی بیلٹ کمر پہ باندھنی پڑی۔

مجھے اپنے ذہن کو کسی نہ کسی طرح مصروف رکھنا تھا تا کہ میری توجہ میری جسمانی تکالیف سے وقتی طور ہٹ سکے۔مصروفیت انسان کو ذہنی انتشار سے دور رکھتی ہے۔لیکن میری جسمانی حالت اتنی ناگفتہ بہ تھی کہ مجھے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ ذہن کو کیسے مصروف رکھوں۔ پہلے کچھ مہینے تو بیڈ پر ہی لیٹے لیٹے گذر گئے اور وہ بھی درد اور بخار کی حالت میں۔آہستہ آہستہ میں نے کوشش کی کہ لیٹے لیٹے ہی مطالعہ کروں کیونکہ اسلامی کتب کا مطالعہ بچپن سے ہی میرا محبوب مشغلہ رہ چکا ہے۔ لیٹے لیٹے مطالعہ کرنے سے دقت ہوتی تھی اور بعد ازاں میری آنکھوں کی بینائی پر بھی منفی اثرات مرتب ہوئے۔کچھ مہینے جب گذر گئے اور وہیل چیئر کا بھی جب بندوبست ہوا تو ساتھی مجھے منصورہ کی لائبریری میں لے کر جاتے۔یہ لائبریری ہسپتال کے متصل ہی تھی۔

پہلے دن جب میں لائبریری گیا تو میری نظر سید مودودیؒ کی کتاب "تفہیمات" پر پڑی. یہ کتاب بیس کیمپ میں میرے زیرِ مطالعہ تھی کہ اسی دوران میرے ساتھ حادثہ پیش آیا تھا۔میں نے اب اسی کتاب کو پڑھنے کا ارادہ کیا تا کہ اسکا مطالعہ مکمل کر سکوں۔ میں ہر روز تقریباً دو گھنٹے اس لائبریری میں گذارتا۔اِسطرح میں تھوڑا سا مصروف بھی رہتا اور میرے علم کی پیاس بھی بجھتی رہتی ۔کچھ وقت میں منصورہ کی ایک چھوٹی سی پارک میں گذارتا۔اس پارک میں بیٹھے بیٹھے میں روز منصورہ کی گلیوں سے جماعت اسلامی کی عظیم ہستیوں کو گذرتے دیکھتا خاصکر مرحوم قاضی حسین احمدؒ، مرحوم منور حسنؒ، مرحوم عبدالغفار عزیزؒ، شیخ الحدیث مولانا عبدالمالک، لیاقت بلوچ، حافظ محمد ادریس وغیرہ۔کبھی کبھار ان سے ہلکی پھلکی بات چیت بھی ہو جاتی۔

☆☆☆

پہلے دن جب میں لائبریری گیا تو میری نظر سید مودودیؒ کی کتاب "تفہیمات" پر پڑی. یہ کتاب بیس کیمپ میں میرے زیرِ مطالعہ تھی کہ اسی دوران میرے ساتھ حادثہ پیش آیا تھا۔ میں نے اب اسی کتاب کو پڑھنے کا ارادہ کیا تا کہ اسکا مطالعہ مکمل کر سکوں۔ میں ہر روز تقریباً دو گھنٹے اس لائبریری میں گذارتا۔ اسطرح میں تھوڑا سا مصروف بھی رہتا اور میرے علم کی پیاس بھی بجھتی رہتی

ضلع کپواڑہ اور پونچھ میں بھارتی فوج کی فرضی جھڑپیں۔۔۔2 نوجوان شہید

وادی کے مختلف اضلاع میں بھارتی فوج کے ہمراہ این آئی اے کے چھاپے بدستور جاری

درجنوں جائیدادیں ضبط، بھارتی جیلوں میں قید درجنوں مجاہدین کے خلاف فرد جرم دائر

ہمایوں قیصر

16مارچ 2023ء۔۔ضلع پونچھ میں کالج کے قریب تعینات سی آر پی ایف کے اہلکاروں کے درمیان آپس میں فائرنگ کا تبادلہ ہوا جس کے نتیجے میں بھارتی فوج کا سب انسپکٹر اور کانسٹیبل زخمی ہوگیا۔سرینگر کے علاقے تینگن نوگام میں ایک نوجوان سہیل رحمان پراسرار طور پر مردہ پایا گیا ہے۔ضلع اسلام آباد میں ایک بھارتی پولیس کانسٹیبل عمر فاروق نے اپنی سروس رائفل سے خود پر فائر کر کے خودکشی کرلی۔

17مارچ 2023۔۔ضلع کپواڑہ میں کشمیریوں کی حق پر مبنی جدوجہد آزادی کی حمایت کرنے پر بھارتی قابض انتظامیہ نے ایک شہری محمد عبداللہ میر کی جائیداد ضبط کرلی ہے۔قابض انتظامیہ کی طرف سے اس سلسلے میں جاری احکامات میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ محمد عبداللہ مجاہدین کو مدد اور پناہ فراہم کرتا تھا۔

18مارچ 2023ء۔۔ بھارتی تحقیقاتی ادارے نیشنل انویسٹی گیشن ایجنسی کی ایک خصوصی عدالت نے دو کشمیری صحافیوں فہد شاہ اور اعلیٰ فاضلی کے خلاف بغاوت کے ایک جعلی مقدمے میں فرد جرم عائد کردی ہے۔جموں وکشمیر میں نئی دہلی کے زیر کنٹرول ''سٹیٹ انویسٹی گیشن ایجنسی'' کے اہلکاروں نے بھارتی پیراملٹری سینٹرل ریزرو پولیس فورس اور پولیس اہلکاروں کے ہمراہ شوپیاں، کولگام، اسلام آباد، سری نگر اور دیگر علاقوں میں مولانا سرجان برکاتی، محمد شفیع وگے، محمد حنیف بٹ اور عبدالحمید لون کی رہائش گاہوں سمیت متعدد گھروں پر چھاپے مارے اور تلاشی عمل میں لائی۔تلاشی کے دوران رہائشیوں کی جائیداد کے کاغذات اور موبائل فون قبضے میں لیے گئے۔

19مارچ 2023ء۔۔مقبوضہ کشمیر میں بھارتی سنٹرل بیورو آف انویسٹی گیشن کی حراست میں ایک پولیس اہلکار پوچھ گچھ کے دوران پراسرار طور پر ہلاک ہوگیا۔ضلع پلوامہ کے کاکہ پورہ علاقے میں سپیشل انوسٹگیشن ایجنسی نے ایک شہری عبدالعزیز ڈار کے گھر پر چھاپہ مارا اور گھر کی تلاشی لی ۔پولیس نے عبدالعزیز پر الزام عائد کردیا کہ وہ مجاہدین کے ساتھ بطور سہولت کار کام کرتا تھا۔ضلع بانڈی پورہ سے ایک نامعلوم شخص کی لاش برآمد ہوئی ہے۔لاش ضلع کے علاقے اندر کوٹ میں ایک نالے سے ملی۔

20مارچ 2023ء۔۔نئی دہلی کے زیر کنٹرول خصوصی تحقیقاتی ادارے ایس آئی یو نے ضلع پلوامہ کے کاکہ پورہ علاقے میں ایک ممتاز مزاحمتی کمانڈر ریاض ڈار کے گھر پر چھاپہ مارا اور ان کے گھر والوں کو حراساں کیا۔

20مارچ 2023ء۔۔این آئی اے کے ہمراہ بھارتی فوج نے ضلع بانڈی پورہ کے علاقوں گنڈ پورہ، رامپورہ اور چٹی بانڈے میں دو رہائشی مکانات کو ضبط کرلیا۔عبدالمجید ریشی اور محمد جمال ملک پر یہ الزام لگا کر ان کے مکانات کو ضبط کرلیا گیا ہے کہ یہ حریت پسند کارکنوں کے زیر استعمال تھے۔

21مارچ 2023ء۔۔ضلع کٹھوعہ میں ایک سکھ نوجوان پر پولیس کے تشدد کے خلاف لوگوں نے زبردست احتجاج کیا۔مظاہرین نے ضلع کے علاقے مارہین سنگی موڑ میں پولیس کی طرف سے کبڈی کے کھلاڑی جیون سنگھ کو ہراساں کرنے کے خلاف احتجاج کیا اور سڑک بلاک کردی۔ضلع بارہمولہ کے میر گنڈ علاقے میں ایک نامعلوم شخص کی لاش ایک کھیت سے برآمد ہوئی ہے۔

21مارچ 2023ء۔۔جموں وکشمیر میں بھارت کے بدنام زمانہ تحقیقاتی ادارے این آئی اے نے کشمیری صحافی عرفان معراج کو نئی دلی میں انکے خلاف درج ایک جھوٹے مقدمات میں تفتیش کیلئے گرفتار کرلیا ہے۔فری لانس صحافی عرفان کو نئی دلی سے سرینگر آنے والی این آئی اے کی ایک خصوصی ٹیم نے گرفتار کیا۔این آئی اے نے ضلع بارہمولہ کے علاقے سوپور کے نوجوان محمد رفیع نجار کے خلاف جھوٹے مقدمے میں چارج شیٹ داخل کی ہے۔این آئی اے نے پہلے انہیں ایک مجاہد تنظیم کا اوور گراؤنڈ ورکر بتایا تھا تا کہ اس کی غیر قانونی نظر بندی کا جواز پیش کیا جائے۔محمد رفیع نجار دستکاری کے ڈیلر ہیں اور نیپال کے شہر پوکھرا میں مقیم تھے۔

23مارچ 2023ء ۔ بھارتی فوجیوں نے ضلع بارہمولہ میں ایک نوجوان کو گرفتار کرلیا ہے۔

نوجوان کو ضلع کے علاقے سوپور میں محاصرے اور تلاشی کی کارروائی کے دوران گرفتار کیا گیا۔کشمیری نوجوان کی گرفتاری کا جواز پیش کرنے کے لیے بھارتی فوجیوں نے اس کے پاس سے ہتھیار اور گولہ بارود، ایک موبائل فون اور سم کارڈ برآمد کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔

24 مارچ 2023ء۔۔ضلع کپواڑہ کے علاقے ٹنگڈار میں مجاہدین اور بھارتی فوج کے درمیان ایک جھڑپ کے دوران بھارتی فوج نے ایک مجاہد کو شہید کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔ضلع کٹھوعہ میں بھارتی فوجی اسسٹنٹ سب انسپکٹر 55 سالہ گیان چند کو اپنے کیمپ میں پُراسرار طور پر مردہ پایا گیا۔

25 مارچ 2023ء۔۔بھارتی پولیس نے جموں ضلع میں ایک سکھ خاتون اور اس کے شوہر کو گرفتار کرلیا ہے۔بھارتی پولیس نے سکھ خاتون پرجیت کور اور اس کے شوہر امرک سنگھ کو ضلع کے علاقے آر ایس پورہ میں گھر پر چھاپے کے دوران گرفتار کیا۔پولیس نے دعویٰ کیا کہ دونوں خالصتان حامی سکھ سربراہ امرت پال سنگھ کے قریبی ساتھی ہیں۔

26 مارچ 2023ء۔۔ضلع سانبہ میں فیکٹری کے اندر ایک پراسرار دھماکے میں ایک شخص کی موت ہوگئی اور چھ دیگر زخمی ہوگئے۔سری نگر کے علاقے رام باغ میں ایک شہری سلمان ارشاد وانی کی لاش پراسرار حالت برآمد ہوئی ہے۔

27 مارچ 2023ء۔۔ضلع بارہمولہ میں بھارتی پولیس کا ایک سب انسپکٹر دل کا دورہ پڑنے ہلاک ہوگیا۔

28 مارچ 2023ء ۔ضلع کٹھوعہ میں ایک پُراسرار دھماکے میں ایک بھارتی پولیس اہلکار شدید زخمی ہوگیا۔دھماکہ ضلع کے علاقے ہیرانگر میں بارڈر پولیس پوسٹ سانیال کے قریب ہوا۔بھارتی فوج کی سینٹرل ریزرو پولیس فورس نے پولیس اہلکاروں کے ہمراہ جموں خطے میں مودی حکومت کی طرف سے ولیج ڈیفنس گارڈز کے نام پر قائم کئے گئے دہشت گرد گروپ کو ہتھیاروں کی خصوصی تربیت فراہم کی ہے۔بھارتی پیراملٹری فورس نے گزشتہ چند ہفتوں کے دوران ضلع راجوری کے ایک چھوٹے سے قصبے کالاکوٹ میں 300 سے زائد ولیج ڈیفنس گارڈز کو ہتھیاروں کی تربیت دی ہے۔

29 مارچ 2023ء ۔ضلع کپواڑہ سے ایک لاپتہ شہری کی لاش برآمد ہوئی ہے۔گزشتہ ہفتے لاپتہ ہونے والے 65 سالہ محمد شعبان کی لاش ضلع کے نواحی علاقے براری پورہ ہندواڑہ سے برآمد ہوئی ہے۔ضلع اسلام آباد کے علاقے مہند میں ایک پوسٹ پر تعینات سی آر پی ایف ہیڈ کانسٹیبل سنیل سورین دل کا دورہ پڑنے سے ہلاک ہوگیا۔

29 مارچ 2023 ۔مقبوضہ کشمیر میں ''سٹیٹ انویسٹی گیشن یونٹ'' نے ضلع کولگام کی ایک خصوصی عدالت میں پانچ کشمیری نوجوانوں کے خلاف فرد جرم دائر کردی۔نوجوانوں کے خلاف فرد جرم کیلر تھانے میں گزشتہ برس درج کی گئی ایک فرضی ایف آئی آر کے سلسلے میں دائر کی گئی۔جن نوجوانوں کے خلاف فرد جرم دائر کی گئی ان کے نام عاقب حسین نندہ، گوہر منظور بٹ، آصف لطیف، افلوک یوسف ڈیگو اور عمر حسین ڈار بتائے جاتے ہیں۔

30 مارچ۔۔۔ضلع ادھمپور کے بم دھماکوں کے سلسلے میں بھارتی تحقیقاتی ادارے نیشنل انویسٹی یشن ایجنسی نے دو بے گناہ کشمیریوں اسلم شیخ اور محمد امین بٹ کے خلاف درج ایک جھوٹے مقدمے میں فرد جرم دائر کردی ہے۔

31 مارچ۔۔۔بھارتی فوج نے ضلع شوپیاں کے سعد پورہ علاقے میں دو کشمیری نوجوانوں شعیب ریاض اور عنایت اللہ اقبال کو مجاہدین کے ساتھ بطور سہولت کار کام کرنے کے الزام میں گرفتار کرلیا ہے۔

یکم اپریل 2023ء۔۔ضلع بڈگام کے چاڈورہ علاقے میں بھارتی پیراملٹری سینٹرل ریزرو پولیس فورس کے ایک افسر اسسٹنٹ سب انسپکٹر اجے کمار نے خودکشی کرلی۔اس واقعے سے جنوری 2007 سے مقبوضہ جموں وکشمیر میں خودکشی کرنے والے بھارتی فوجیوں اور پولیس اہلکاروں کی تعداد بڑھ 564 ہوگئی۔

2 اپریل 2023ء۔۔جموں وکشمیر کے خطے لداخ میں بھارتی فوج کا ایک افسر صوبیدار میجر تسیوانگ مروپ سڑک حادثے میں ہلاک ہوگیا۔ضلع کٹھوعہ میں بھارتی پیراملٹری بارڈر سیکورٹی فورس کا ایک اسسٹنٹ سب انسپکٹر اے ایس آئی سکھ نندن پرساد اپنی ہی سروس رائفل کی گولی لگنے سے ہلاک ہوگیا۔

جموں وکشمیر میں نئی دہلی کے زیر کنٹرول ریاستی تحقیقاتی ادارے ایس آئی اے نے غیر قانونی طور پر نظر بند کشمیری صحافی پیرزادہ فہد شاہ کے خلاف ایک جھوٹے مقدمے میں چارج شیٹ داخل کردی ہے۔

3 اپریل 2023۔۔ایس آئی اے نے عسکریت پسندی کی فنڈنگ کے نام نہاد مقدمے کی تحقیقات کے سلسلے میں وسطی اور شمالی کشمیر میں 6 مقامات پر چھاپے مارے ہیں۔ایس آئی اے کے اہلکاروں نے انڈین سینٹرل ریزرو پولیس فورس اور پولیس اہلکاروں کے ہمراہ سرینگر، بارہمولہ اور کپواڑہ اضلاع میں مختلف مقامات پر لوگوں کے گھروں میں چھاپے مارے اور تلاشی لی۔این آئی اے نے کل جماعتی حریت کانفرنس کے غیر قانونی طور پر نظر بند رہنماؤں بلال صدیقی اور مولوی بشیر احمد کی سرینگر میں واقع رہائشگاہوں پر بھی چھاپے مارے۔مقبوضہ کشمیر میں بھارتی حکومت نے اپنی پیراملٹری فورسز کو حکم دیا ہے کہ وہ وادی کشمیر، جموں اور لداخ خطے میں رہنے والے تمام کشمیریوں کے کوائف جمع کرنے کا عمل تیز کریں۔بھارت کی بارڈر سیکیورٹی فورس، انڈو تبتین بارڈر پولیس فورس اور سینٹرل ریزرو پولیس فورس سے کہا گیا ہے کہ وہ تینوں خطوں جموں، وادی اور لداخ میں معلومات فراہم کرنے والے نیٹ ورک کو بڑھا دیں۔

04 اپریل 2023 ۔ضلع رام بن میں بھارتی فضائیہ کا ایک اہلکار سڑک کے ایک حادثے میں ہلاک ہوگیا ہے۔

5 اپریل 2023ء۔مقبوضہ کشمیر کے لداخ خطے میں بھارتی فوج کا ایک افسر لائن آف ایکچوئل کنٹرول اسسٹنٹ کمانڈنٹ تکم سنگھ نیگی مشرقی لداخ کے سب سیکٹر میں گشت کے دوران ہلاک ہو گیا۔مقبوضہ کشمیر میں بھارتی پولیس نے بارہمولہ میں تھانے سے فرار ہونے والے دو نوجوانوں کو دوبارہ گرفتار کرلیا ہے۔معروف نذیر صالح اور شاہد شوکت بالا کو پولیس نے ضلع بارہمولہ کے

علاقے چکلو سے دوبارہ گرفتار کیا۔دونوں تھانے سے سحری کے وقت فرار ہوئے تھے۔ دونوں نوجوان مئی2022 سے پولیس کی حراست میں تھے۔مقبوضہ کشمیر میں بھارت کے بدنام زمانہ تحقیقاتی ادارے این آئی اے نے جماعت اسلامی سے منسلک الھداء ایجوکیشنل ٹرسٹ کے خلاف ایک کیس میں چارج شیٹ داخل کردی ہے۔ بھارتی حکومت نے جماعت اسلامی کو 2019 میں ایک غیر قانونی تنظیم قرار دیا تھا۔

6 اپریل2023ء ۔ضلع گاندربل کے علاقے سونمرگ میں ایک نوجوان کی لاش برآمد ہوئی

ہے۔

7 اپریل 2023ء ۔ضلع کپواڑہ میں بھارتی پولیس کا ایک اہلکار اپنی سروس رائفل سے حادثاتی طور پر گولی نکلنے کی وجہ سے ہلاک ہوگیا۔ ہلاک ہونے والے پولیس اہلکار کی شناخت بکرم شرما کے طور پر ہوئی ہے۔وہ بھارتیہ جنتا پارٹی کے ضلع کپواڑہ کے صدر عبدالرحمان لون کی رہائش گاہ پر بطور سیکورٹی گارڈ تعینات تھا۔سرینگر میں ایک احتجاج کے دوران لاپتہ نوجوان کے اہلخانہ نے قابض انتظامیہ سے اپنے بیٹے کے بارے معلومات فراہم کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔کپواڑہ کا رہائشی فردوس احمد رواں سال 17 فروری کو بھارتی ریاست پنجاب کے شہر لدھیانہ سے لاپتہ ہوگیا تھا جس کے بعد سے اس کے بارے میں کوئی معلومات نہیں مل سکی ہیں۔لاپتہ نوجوان کی والدہ اور بہن سمیت اہلخانہ نے پریس انکلیو سرینگر میں اس بارے میں معلومات کی فراہمی کیلئے احتجاج کیا۔

8 اپریل2023ء۔۔ضلع جموں کے سانبہ علاقے میں ایک بھارتی فوجی گاڑی گہری کھائی میں جاگری جس کے نتیجے میں ایک بھارتی فوجی رام پرساد ہلاک ہوگیا۔

9 اپریل2023ء ۔ضلع پونچھ کے شاہپور علاقے میں مجاہدین اور بھارتی فوج کے درمیان ایک جھڑپ کے دوران بھارتی فوج نے ایک مجاہد محمد شریف کوہلی ساکنہ سنجل آزاد کشمیر کو شہید کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔ بھارتی فوج نے دعویٰ کیا کہ انہوں اس دوران دو مجاہدین محمد شکیل کوہلی اور طارق کوہلی کو گرفتار کرلیا۔ ضلع بڈگام کے کرالہ پورہ چاڈورہ علاقے میں پولیس نے ایک نامعلوم شخص کی لاش برآمد کرلی۔

10 اپریل2023ء ۔ بھارتی قابض حکام نے تین درجن سے زائد کشمیری سیاسی نظربندوں کو بھارت کی مختلف جیلوں میں منتقل کردیا ہے۔ بھارتی جیل انتظامیہ نے کوٹ بھلوال جیل سے دو درجن سے زائد اور بارہمولہ سب جیل سے نصف درجن قیدیوں کو بھارتی ریاستوں ہریانہ اور اتر پردیش کی جیلوں میں منتقل کیا گیا ہے۔کل جماعتی حریت کانفرنس کے رہنماؤں سمیت سینکڑوں بے گناہ کشمیری نئی دہلی کی تہاڑ جیل، آگرہ سینٹرل جیل، یوپی کی نینی جیل، ہریانہ کی روہتک جیل، کرنال جیل، ممبیا، بنگلورو اور راجستھان کی سنٹرل جیل جودھ پور میں نظربند ہیں۔ بھارتی پولیس نے تلاشی مہم کے دوران سوپور اور پٹن علاقے میں ایک خاتون سمیت دو افراد کو مجاہدین کے ساتھ کام کرنے کے الزام میں گرفتار کرلیا ہے۔جموں ریلوے سٹیشن کے قریب ایک بھارتی فوجی سدھیر کمار رائے ڈیوٹی کے دوران اپنی ہی رائفل سے نکلی گولی سے زخمی ہوگیا ہے ۔ضلع راجوری کے بائی نمبل علاقے میں ایک وی ڈی سی ممبر سریش کمار شرما نے اپنی ہی رائفل سے خود پر گولی چلا کر خودکشی کرلی۔

12 اپریل2023۔۔بھارتی این آئی اے کی خصوصی عدالت نے چار کشمیری نوجوانوں عمر مشتاق خان، علی کاشف مرتضی رشید ڈار اور سجاد احمد ڈار کے خلاف فرد جرم عائد کردی ہے۔ان کشمیری نوجوانوں پر الزام عائد کردیا گیا ہے کہ وہ مجاہد تنظیم کے ساتھ بطور بالائی ورکر کام کررہے تھے۔ضلع شوپیاں کے چکورہ علاقے میں مجاہدین اور بھارتی فوج کے درمیان فائرنگ کا تبادلہ ہوا جس کے نتیجے میں کئی بھارتی فوجی اہلکار زخمی ہوگئے۔مجاہدین بھارتی فوج کا محاصرہ توڑ کر نکلنے میں کامیاب ہوئے۔

15 اپریل2023ء ۔لداخ خطے کے ضلع کرگل میں گل ہوائی اڈے کے قریب بھارتی فوج کا چھوڑا ہوا ایک آوارہ شیل پھٹنے سے ایک لڑکا باقر احمد جانبحق جبکہ دو زخمی ہوگئے۔مقبوضہ کشمیر میں بھارتی حکومت نے تحریک آزادی کشمیر کو دبانے کے لئے پیراملٹری بارڈر سیکورٹی فورس کے اضافی دستے تعینات کردیئے ہیں۔بارڈر سیکورٹی فورس کے اضافی دستے وادی کشمیر کے مختلف علاقوں میں تعینات کئے گئے ہیں۔جامع مسجد سرینگر نے جمعۃ الوداع کے عظیم موقعے پر کشمیری مسلمانوں کو تاریخی جامع مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے سے ایک بار پھر بھارتی انتظامیہ نے روک دیا۔جمعۃ الوداع کے اہم موقع پر وادی بھر کے تمام اضلاع سے لاکھوں لوگ نماز جمعہ کی ادائیگی کیلئے جامع مسجد کا رخ کرتے ہیں لیکن انتظامیہ نے جامع مسجد میں نماز ادا کرنے سے روک دیا۔

☆☆☆